هُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا

اللہ وہ ہیں جنھوں نے پانی سے آدمی کو بنایا

پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا (الفرقان)

حرمتِ مصاہرت

یعنی

سسرالی اور دامادی رشتوں کے مفصّل احکام
اور ناجائز انتفاع کا مُدلّل حکم

سعید احمد پالن پوری استاذ دار العلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند (یوپی) پن ۲۴۷۵۵۴

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّسَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل)

ترجمہ: اور زنا کے پاس نہ جاؤ، یقیناً وہ بے حیائی اور بدراہی ہے۔

تفسیر: یعنی زنا کرنا تو درکنار، اس کے پاس بھی نہ جاؤ، گویا لَا تَقْرَبُوا میں مبادیٔ زنا سے بچنے کی ہدایت کردی گئی، مثلاً اجنبی عورت کی طرف بدون اذنِ شرعی نظر کرنا، یا بوس وکنار کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(فوائد شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

الحاصل مبادیٔ زنا سے روکنا از قبیلِ تشدید ہے، اس حکم کا منشا یہ ہے کہ لوگ زنا سے بچیں، اسی طرح ناجائز انتفاع سے ثابت ہونے والی حرمت بھی از قبیل تشدید ہے، اور زنا کی لعنت روکنے میں ممد ومعاون ہے۔

(ابوبکر جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ)

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

دیباچہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيۡنَ اصۡطَفٰى اما بعد

حرمتِ مصاہرت کا مسئلہ خصوصًا لمس و نظر اور حرام جماع سے ثبوتِ حرمت کا معاملہ ـــــ دلائل کے اعتبار سے ـــــ فقہ حنفی کا دقیق مسئلہ ہے، دوسروں کے اعتراضات سے قطع نظر بہت سے حنفی علماء کو بھی اس مسئلہ میں تشفی نہیں ہوتی، میرے احباب نے کئی بار اس مسئلہ کے سلسلہ میں میری طرف رجوع کیا، ان کو جواب لکھتے وقت ہمیشہ یہ خیال دل میں آتا تھا کہ اس مسئلہ کو مکمل طور پر رقم کرلوں، لیکن مشیتِ ایزدی کہ اس کا موقع نہ آتا تھا۔

حسنِ اتفاق سمجھئے کہ گجراتی ماہنامہ "تبلیغ" (ترکیسر) میں حرمتِ مصاہرت کے سلسلہ میں کسی کا ایک فتویٰ شائع ہوا، جس پر برطانیہ میں مقیم ایک گجراتی مسلمان نے چند اعتراضات ایڈیٹر کو لکھ بھیجے رسالہ کے مدیر مولانا غلام محمد نورگت صاحب نے اس ہیچ میرز کو حکم فرمایا کہ اس کا جواب لکھے، طبیعت کسی طرح آمادہ نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ اعتراضات

نہ علمی تھے نہ منطقی، اس لئے "جوابِ جاہلاں باشد خموشی" پر عمل مناسب معلوم ہوتا تھا، لیکن موصوف کا اصرار بڑھتا گیا، درحقیقت وہ اپنے ماہنامہ کے لئے مضمون لکھوانا چاہتے تھے۔ چنانچہ جب میں اس مسئلہ پر لکھنے کے لئے بیٹھا تو محسوس ہوا کہ خالی الذہن قاری کے سامنے جب تک مسئلہ کے تمام گوشے نہ آجائیں بات کما حقہٗ سمجھنا دشوار ہے۔ چنانچہ تفصیل ناگزیر ہوگئی، مسئلہ دقیق ہے، نیز عقلی دلائل کا سمجھنا بھی ہر شخص کا کام نہیں، تاہم امکانی سعی کی گئی ہے کہ مسئلہ واضح ہو جائے۔

امید ہے قارئین کرام بحث کی روشنی میں بات اچھی طرح سمجھ سکیں گے

وماتوفیقی الا باللہ، وبنعمتہ تتم الصالحات

سعید احمد پالن پوری دارالعلوم اشرفیہ راندیر ضلع سورت

۲۵ر۹ر ۱۹۷۰ء

مقدمہ طبع ثانی

عرصہ سے کتاب کا ایڈیشن ختم تھا، احباب کا مسلسل اصرار رہا کہ دوبارہ شائع کی جائے، چنانچہ نظر ثانی کرکے اور ایک ضروری مسئلہ بڑھا کر اشاعت کے لئے دی جارہی ہے، اللھم وفقنا لما تحبُّ وترضیٰ

سعید احمد، عفا اللہ عنہ، خادم دارالعلوم دیوبند

یکم محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حُرمتِ مصاہرت

مُصَاهرۃ باب مُفاعلۃ کا مصدر ہے، اس کا مجرد، صہر، باب فتح سے استعمال ہوتا ہے، صَهَرَ الشَیٔ کے معنیٰ قریب کرنا اور بابِ مفاعلۃ سے "صَاهَرَ القومَ" اور "فی القوم" کے معنیٰ ہیں داماد بننا۔ الصِّهرُ کے معنیٰ داماد، خسر اور بہنوئی کے ہیں، اس کی جمع اَصْهَار آتی ہے۔ دو آدمیوں میں جو قرابت پائی جاتی ہے اس کے لئے عربی زبان میں صِہَر اور نَسَب کے الفاظ مستعمل ہیں، پھر وہ قرابت جس سے خاندانی رشتہ قائم ہوتا ہے اور نسل کا سلسلہ چلتا ہے "نسب" کہلاتی ہے، اور صِہر وہ قرابت ہے جو عورتوں کے ذریعہ چلتی ہے اور جس سے خسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ اول کو "ذَوِیِ نَسَب" اور ثانی کو "ذواتِ صِہر" (سسرالی رشتہ دار) کہتے ہیں[1]۔

---

[1] شیخ سلیمان جمل : حاشیہ جلالین ۲/ ۲۷۸۔ زمخشری: الکشاف عن حقائق التنزیل ۲/ ۹۸۱ (مطبوعہ کلکتہ)

ذواتِ سُہر کی دو قسمیں ہیں ؛

(۱) عورت کے محارم[1] (مرد و عورت) جیسے عورت کے والدین، بھائی ان کی اولاد، چچا، ماموں، خالائیں، اور پھوپھیاں عورت کے یہ سب رشتے مرد کے لئے اصہار ہیں ۔

(۲) اسی طرح کی قرابت رکھنے والے رشتے شوہر کی جانب سے عورت کے لئے اصہار ہیں ۔

ابن السکیت نے فرمایا ہے کہ فرق کرنے کے لئے اول کو اختان اور ثانی کو احماء کہتے ہیں، اور اصہار کا لفظ دونوں کے لئے عام[2] ہے

فقہاء کرام باب المحرمات میں نسبی محرمات کے لئے "محرماتِ نسبیہ" اور رضاعی و سسرالی رشتوں کے لئے "محرماتِ سببیہ" کا لفظ استعمال کرتے ہیں، کیونکہ رضاعت اور مصاہرت کا مدار چند اسباب پر ہے، جیسا کہ عن قریب واضح ہوگا ۔

---

[1] محارم : مَحرم کی جمع ہے جس کے لغوی معنیٰ ہیں "حرام" اور شریعت کی اصطلاح میں محرم وہ مرد یا عورت ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے ، خواہ نسبی رشتہ کی وجہ سے حرام ہو یا سسرالی رشتہ کی وجہ سے یا دودھ پینے کی وجہ سے یا ناجائز انتفاع کی وجہ سے ۱۲ [2] جمل حوالۂ بالا، عمدۃ القاری ص ۲۹۳ ج ۹

تفصیل بالا سے واضح ہوا کہ انسانوں کے درمیان دو طرح کے تعلقات ہوتے ہیں،۔ اوّل نسب اور خون کے رشتے، دوم سسرالی رشتے یہ دوسری قسم کا رشتہ درحقیقت دو علیحدہ علیحدہ خاندانوں کو ایک دوسرے کا جز بنا دیتا ہے (جیسا کہ آئندہ واضح ہوگا) اس لئے اس کو مصاہرت کہتے ہیں، یعنی وہ رشتہ جو ایک خاندان کو دوسرے خاندان سے قریب کر دیتا ہے، اسلام نے دونوں قسم کے رشتوں کے احترام کا حکم دیا ہے، قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے

هُوَالَّذِی خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ۔ (الفرقان)

اللہ وہ ہیں جنھوں نے پانی سے آدمی کو بنایا، پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا۔

اللہ پاک نے یہ تذکرہ موضع امتنان[1] میں فرمایا ہے جو ان رشتوں کی عظمت اور قابلِ احترام ہونے کی دلیل ہے لِاَنّ اللہ تعالیٰ مَنَّ علینا بالمُصَاھرۃِ کما مَنَّ بالنسبِ قال اللہ تعالیٰ وَھُوَالذی خلق من الماءِ بشرًا فجعَلَہ نسبًا وصِھرًا، والحکیمُ انما یمُنُّ بالنِّعمَۃِ۔ (کفایہ شرح ہدایہ)

اور حُرمت کے معنیٰ ہیں احترام و عزت پس حرمتِ مصاہرت کے معنیٰ ہوں گے قربِ تعلق کا احترام چنانچہ فقہاء کرام بھی اس کا وصفُ

---

[1] امتنان: احسان جتانا۔

شبیہٌ بالقرابۃ (رشتہ کے مشابہ حالت) جیسے وقیع الفاظ سے تعارف کراتے ہیں۔ (کتاب الفقہ صفحہ ۶۴ ج ۴)

حرمتِ مصاہرت

وہ رشتے جو مصاہرت کی وجہ سے حرام ہیں پانچ ہیں۔

(۱) اصولِ شوہر نسبی ورضاعی۔ جیسے شوہر کا نسبی یا رضاعی باپ، دادا، نانا (اوپر تک) اس میں عورت اصولِ شوہر کے لئے بیٹی کے مشابہ ہوجاتی ہے، اور یہ حرمت شوہر کے ساتھ عقدِ نکاح ہوتے ہی ثابت ہوجاتی ہے خواہ شوہر نے اس عورت سے صحبت کی ہو یا نہ کی ہو۔

(۲) فروعِ شوہر نسبی ورضاعی جیسے شوہر کا نسبی ورضاعی بیٹا، پوتا، نواسا، (نیچے تک) اس میں عورت فروعِ شوہر کے لئے ماں کے مشابہ ہوجاتی ہے، اور یہ حرمت بھی نفسِ عقد ہی سے ثابت ہوجاتی ہے، اور عورت شوہر کے تمام فروع کے لئے حرام ہوجاتی ہے۔

(۳) اصولِ زوجہ نسبی ورضاعی جیسے بیوی کی نسبی یا رضاعی ماں، اور اس کی دادی، نانی (اوپر تک) اس میں مذکورہ عورتیں شوہر کے لئے بمنزلہ ماں کے ہوجاتی ہیں۔ اور یہ حرمت بھی نفس عقد سے ثابت ہوجاتی ہے اگرچہ زوجہ غیر موطوٴۃ[1] ہو۔ درمختار میں ہے وَحَرُمَ بالمصَاہرۃ

---

[1] یعنی نکاح کے بعد شوہر نے بیوی سے صحبت نہ کی ہو اور اس کو طلاق دیدی ہو۔

بنتُ زوجتِه الموطؤة، وامُّ زوجته وجداتها مطلقا بمجرد العقدِ الصحيح، وان لم تُوطأ الزوجةُ۔ لما تقرر: انَّ وطء الامهات يُحَرِّمُ البناتِ، ونكاحُ البنات يُحَرِّمُ الامهات.

ترجمہ: حرام ہو جاتی ہے مصاہرت کی وجہ سے اس بیوی کی لڑکی (پوتی نواسی) جس سے صحبت ہو چکی ہے اور حرام ہو جاتی ہیں بیوی کی ماں، دادی، نانی مطلقاً محض صحیح نکاح ہونے سے، اگرچہ بیوی سے صحبت کی نوبت نہ آئی ہو۔ اس ضابطہ کی وجہ سے جو طے شدہ ہے کہ "ماں سے صحبت بیٹی کو حرام کرتی ہے اور بیٹی سے نکاح ماں کو حرام کرتا ہے۔" (شامی ص ۲۸۳ ج ۲)

(۴) فروعِ زوجہ نسبی و رضاعی۔ جیسے بیوی کی نسبی یا رضاعی لڑکی، یا بیوی کے لڑکے کی لڑکی یا لڑکی کی لڑکی (نیچے تک) یہ سب شوہر کے لئے بمنزلہ بیٹی کے ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہ حرمت صرف عقد صحیح ہونے سے ثابت نہیں ہوتی، اس کے لئے بیوی سے دخول یا لمس و نظر بالشہوت کا پایا جانا ضروری ہے۔ واللمس ونحوہ کالدخول عند ابی حنیفة. (شامی)

(۵) اصول و فروع نسبی و رضاعی ایسے مرد و زن کے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں جنھوں نے ایک دوسرے سے صحبت کی ہو

یا کسی ایک نے دوسرے کو شرائطِ معتبرہ کے ساتھ چھویا ہو، یا مرد نے عورت کی اندام نہانی کو یا عورت نے مرد کے "عضو تناسل" کو (بشرائطِ معتبرہ) دیکھا ہو ومن زنی بامرأۃٍ حَرُمَتْ علیه اُمُّھا ای وان علَتْ فتدخل الجدات بناء علیٰ ماقدمه من ان الام ھی الاصل لغةً وابنتھا وان سفلت وکذا تحرم المزنی بھا علیٰ اٰباء الزنی واجداده وان علوا وابناءه وان سفلوا. (فتح القدیر ۳/۱۲۶)

ترجمہ: اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس شخص پر اس عورت کی ماں حرام ہو جاتی ہے یعنی اگرچہ وہ ماں اوپر کی ہو پس اس حکم میں دادی نانی بھی داخل ہوں گی، کیونکہ پہلے یہ بات آچکی ہے کہ اُمّ کے لغوی معنیٰ اصل کے ہیں۔ نیز اس شخص پر اس عورت کی بیٹی بھی حرام ہو جاتی ہے اگرچہ نیچے کی ہو اسی طرح وہ عورت جس سے زنا کیا گیا ہے زانی کے باپ دادا پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ اوپر کے ہوں اور زانی کے بیٹوں پر حرام ہو جاتی ہے اگرچہ وہ نیچے کے ہوں۔

ایک ضروری مسئلہ

زنا اور حرام لمس و نظر سے جو حرمت ثابت ہوتی ہے وہ زانی زانیہ تک محدود رہتی ہے، ان کے اطراف یعنی ان کے اصول اور ان کی اولاد میں حرمت پیدا نہیں ہوتی مثلاً زید اور فاطمہ میں ناجائز تعلق رہا تو زید پر فاطمہ کے اصول

وفروع اور فاطمہ پر زید کے اصول وفروع حرام ہوں گے مگر زید کی وہ مذکر ومؤنث اولاد جو کسی اور عورت سے ہے، یا فاطمہ کی وہ مذکر ومؤنث اولاد جو کسی اور مرد سے ہے ان میں حرمت ثابت نہ ہوگی، اسی طرح زید کے مذکر اصول (باپ، دادا، نانا) اور فاطمہ کے مؤنث اصول (ماں، دادی، نانی) میں اور فاطمہ کے مذکر اصول اور زید کے مؤنث اصول میں بھی حرمت ثابت نہ ہوگی، علامہ شامی بحر الرائق سے نقل کرتے ہیں کہ: یحل لاصول الزانی وفروعہ اصول المزنی بہا وفروعہا. (شامی ص ۲۸۴ ج ۲)

ترجمہ: زانی کے اصول وفروع کے لئے مزنیہ کے اصول وفروع حلال ہیں

ثبوتِ حرمت کے اسباب

حرمتِ مصاہرت کا ثبوت مندرجہ ذیل چار سببوں میں سے کسی ایک سبب کے پائے جانے سے ہوتا ہے:۔

(۱) نکاحِ صحیح — اس سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوتی ہے البتہ فروعِ زوجہ اس سے مستثنیٰ ہیں، جیسا کہ گذر چکا اور فقط نکاحِ فاسد سے احناف کے نزدیک حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، البتہ اگر نکاحِ فاسد کے بعد آئندہ مذکور ہونیوالے اسبابِ ثلاثہ میں سے کوئی سبب پایا جائے تو پھر حرمت ثابت ہو جائے گی،، قال ابن عابدین قولہ الصحیح، احترازٌ عن النکاح الفاسد فانہ لایوجب بمجردہ حُرمۃَ المصاہرۃ بل

بالوطء اومایقوم مقامه من المسّ بشهوة والنظر بشهوة اھ (ردالمحتار ۲/۳۸۳) وقال فی بحث النکاح الفاسد: والحاصل انه لافرق بینهما فی غیر العدة (ص۳۸۰ ج۲) ـــــ نکاحِ باطل کا بھی یہی حکم ہے یعنی عقد باطل سے توحرمت ثابت نہ ہوگی البتہ آگے بیان ہونے والے اسبابِ ثلاثہ میں سے کوئی سبب پایا جائے تو پھر حرمت ثابت ہوجائے گی فی رَدالمحتار لافرق بین الفاسد والباطل[1] فی النکاح بخلاف البیع اھ

---

[1] اگر محل (عورت) میں قبول عقد کی صلاحیت ہی نہ ہو تو وہ نکاح باطل ہے بالفاظ دیگر اگر صالح محل موجود نہ ہو تو نکاح باطل ہوگا۔ جیسے غیر کی منکوحہ درآنحالیکہ اس کے منکوحۃ الغیر ہونے کا علم بھی ہو تو اب اس محل میں دوسرا عقد (نکاح) قبول کرنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے، کیونکہ دو ملکیتیں بیک وقت ایک محل میں جمع نہیں ہوسکتیں اس لئے منکوحۃ الغیر (مع علم نکاحہ) کا نکاح ثانی باطل ہے۔

اور اگر محل میں قبولِ عقد کی صلاحیت تو ہو، لیکن شرائطِ عقد کے فقدان کی بناء پر خرابی آئی ہے تو یہ نکاح فاسد ہوگا، یعنی نکاح کے لئے موانع کا ارتفاع اور شرائط کا وجود ضروری ہے، اگر دونوں میں سے کوئی ایک بات حاصل نہ ہو تو پھر یہ نکاح فاسد ہوگا، مثلاً نکاح کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورت محرم نہ ہو، اور گواہ، ایجاب وقبول وغیرہ شرائط کا وجود ضروری ہے، اب اگر کوئی اپنے محرم سے عقد کرے تو یہ عقد فاسد ہوگا ارتفاعِ موانع کے فقدان کی بناء پر، اسی طرح اگر کوئی بغیر گواہ کے نکاح کرے تو یہ بھی فاسد ہوگا لعدم وجود الشرائط، قال ابن عابدین: (باقی ص۱۵ پر)

(۲) وطی ۔ (الف) خواہ عقد صحیح کے بعد ہو۔ (ب) یا عقد فاسد وباطل کے بعد ہو۔ (ج) یا زنا ہو۔

تفصیل (الف) عقدِ صحیح کے بعد وطی کے متعلق ائمہ کا اجماع ہے کہ حرمت ثابت ہو جائے گی۔

(ب) عقد فاسد وباطل کے بعد وطی ہو تو اس میں بھی اجماع ہے کہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

(ج) زنا کے متعلق حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام احمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ اس سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی، اگرچہ دونوں اماموں کی شرائط میں معمولی اختلاف[1] ہے، مالکی حضرات کے یہاں دو قول[2] ہیں، لیکن معتمد قول عدم حرمت کا[3] ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، ویقولنا قال مالك فی روایة، واحمد خلافاً للشافعی ومالك فی اخری (فتح ابن ہمام)

(بقیہ صفحہ ۱۴ کا) (قوله نکاحًا فاسدًا) ہی المنکوحة بغیر شہود ونکاح امرأة الغیر بلا علم بانہا متزوجة، ونکاح المحارم مع العلم بعدم الحل فلسد عنده خلافا لهما.

[1] امام احمدؒ کے مذہب کے لئے دیکھئے کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ۔ [2] ابن العربیؒ مالکی (مصنف احکام القرآن وشرح ترمذی) ثبوت حرمت کے قائل ہیں ان کی احکام القرآن میں آیات متعلقہ کی تفسیر دیکھیں [3] کتاب الفقہ ۱۲

(٣) مس (چھونا، جائز ہو یا ناجائز) سے صرف احناف کے نزدیک حرمت ثابت ہوتی ہے۔

(٤) نظر یعنی عورت کی فرج داخل یعنی اندرونی شگاف کی طرف مرد کے دیکھنے یا مرد کے عضو کو عورت کے دیکھنے (جائز ہو یا ناجائز) سے بھی صرف احناف کے نزدیک حرمت ثابت ہوتی ہے۔

شرائطِ اسباب

حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے جو چار اسباب بیان ہوئے ان کے سبب بننے کے لئے چند شرائط ہیں۔ ذیل میں ان کو مفصل بیان کیا جاتا ہے ان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ ان شرائط کے بغیر وہ اسباب، اسبابِ حرمت نہیں بنتے، نیز دھوکہ بھی ان شرائط کے عدم استحضار سے ہوتا ہے، اس لئے ان کو بے غبار کر کے بیان کیا جاتا ہے، البتہ اختصار کے لئے ہم صرف مذہبِ حنفی کے شرائط بیان کرتے ہیں۔

(١) پہلے بیان ہو چکا ہے کہ عقدِ صحیح یا فاسد یا باطل کے بعد جو وطی ہوتی ہے اس سے بالاتفاق حرمت ثابت ہوتی ہے، لیکن اس کیلئے تین شرطیں ہیں

(الف) موطوءہ[ل] زندہ ہو۔

(ب) موطوءہ مشتہاۃ ہو یعنی نو[ل] سال عمر مکمل ہو چکی ہو، ف

ل موطوءہ: وہ عورت جس سے صحبت کی گئی ہے۔

الدر المختار بنتٌ، سنُّها دون تسع لیست بمشتہاۃ، بہ یفتی۔ اسی طرح واطی بھی مشتہی ہو یعنی بارہ سال مکمل ہو چکے ہوں قال ابن عابدین: لابد فی کل منہما من سن المراھقۃ واقلہ للانثی تسع وللذکر اثنا عشر

(ج) صحبت اگلی راہ میں ہو پچھلی راہ میں نہ ہو۔

ملحوظہ حیض، نفاس، احرام، روزہ ثبوتِ حرمت کے لئے مانع نہیں ہیں، اس لئے حائضہ، نفاس والی عورت، صائمہ اور محرمہ کے ساتھ وطی کرنے سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

(۲) مس (چھونے) کے سبب حرمت بننے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں۔

(الف) کوئی حائل (آڑ) نہ ہو یا اس قدر خفیف ہو کہ ایک کی گرمی دوسرے کو پہنچنے میں مانع نہ ہو، فی الدرالمختار: لو بحائلٍ لا یمنعُ الحرارۃَ قال ابن عابدین فی شرحہ: فلو کان مانعًا لا تثبتُ الحرمۃُ کذا فی اکثر الکتب، حیلۂ ناجزہ میں ہے "ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسا کپڑا حائل نہ ہو جو بدن کی گرمی محسوس ہونے کو روک دے، پس اگر کسی نے باوجود ایسا کپڑا حائل ہونے کے کپڑے کے اوپر سے لمس کیا یا بوسہ لیا ہے تو وہ حرمتِ مصاہرت کا موجب نہیں۔"

(ب) وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہیں ان کو چھونے سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ راجح قول یہ ہے کہ صرف ان بالوں کو چھونے سے

حرمت ثابت ہوتی ہے جو سر سے ملے ہوئے ہیں۔ درمختار میں ہے ولو لشعرٍ علی الرأس قال ابن عابدین : خرج به المسترسل

(ج) چھوتے وقت جانبین میں یا کسی ایک میں شہوت ہو۔ مرد کے لئے شہوت کی تعریف انتشار آلہ ہے اگر پہلے سے انتشار نہ ہو یا ازدیاد انتشار ہے اگر پہلے سے انتشار ہو اور عورت اور ایسے بیمار یا بوڑھے کیلئے جن کو انتشار نہ ہوتا ہو قلب کا لذت پانا ہے قوله بشهوة ای ولو من احدهما (شامی) وحدها فيهما تحرك آلته او زيادته به يفتى وفى المرأة ونحو شيخ كبير تحرك قلبه او زيادته۔ (درمختار)

(د) شہوت، چھونے کے ساتھ مقارن ہو، اگر چھونے کے بعد شہوت پیدا ہوئی تو اس سے حرمت ثابت نہ ہوگی۔ فی الدر المختار: والعبرةُ للشهوة عند المس والنظر لا بعدهما قال فی الفتح: فلو مسّ بغير شهوة ثم اشتهى عن ذلك المس لا تحرم عليه۔

(ھ) شہوت ساکن ہونے سے پہلے انزال نہ ہوگیا ہو ورنہ حرمت ثابت نہ ہوگی، فی الدر المختار هذا اذا لم يُنزل فلو أنزل مع مسٍّ او نظرٍ فلا حرمة، به يفتى قال الشامی : لانه بالانزال تبين انه غير مُفضٍ الى الوطء هدايه قال فی العناية كان حكمها موقوفاً الى ان يتبين بالانزال فان انزل لم تثبت والاثبت اھ (شامی ص ۳۰۵ ج ۲)

(و) عورت کی عمر نو[۹] سال سے کم نہ ہو، اور مرد کی عمر بارہ[۱۲] سال سے کم نہ ہو
(ز) اگر چھونے والی عورت ہے اور وہ شہوت کا دعوی کرے تو شوہر کو عورت کی خبر کے متعلق صدق کا ظنِ غالب حاصل ہو جائے، اسی طرح اگر چھونے والا مرد ہے اور شہوت کا دعوی کرے تو بھی شوہر کو اس کی خبر پر صدق کا ظن غالب ہونا ضروری ہے۔ فی الدر المختار ثبوت الحرمۃ بلمسها مشروط بان یصدقها ویقع اکبر رائہ بصدقها۔ کیونکہ عورت کے اس دعوی میں شوہر کا حق باطل کرنا ہے، اور اس کے لئے صرف دعویٰ کافی نہیں ہے، بلکہ شوہر کی تصدیق ضروری ہے، یا پھر شرعی گواہ (دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں) ہوں تو پھر شوہر کی تصدیق کی حاجت نہ ہوگی[۱]۔
اگر ثبوت شرعی نہ ہو سکے لیکن شوہر کو علم ہو تو دیانۃً حرمت ثابت ہو جائے گی[۲]۔ لہٰذا اگر خاوند کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ضرور ہوا ہے جس سے حرمتِ مصاہرت متحقق ہو جاتی ہے، تو اس کو انکار کرنا حرام ہے۔ (حیلۂ ناجزہ)
اگر عورت اپنے دعوے میں سچی ہو لیکن شوہر کو صدق کا ظن غالب نہ ہونا ہو یا شوہر نے بدراہی اختیار کر کے جھوٹا حلف کر لیا اور شہادتِ معتبرہ

---

[۱] دیکھئے امداد الفتاویٰ (مطبوعہ کراچی) ۲/۳۲۰ و ۳۲۱ مسئلہ ۴۰۲۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند ج ۳، ۴ ص ۱۱۸ و ۱۲۲، احسن الفتاوی ص ۱۰۱
[۲] امداد الفتاویٰ ۲/۳۰۸ مسئلہ ۳۹۱۔

پیش نہ ہوسکی اس لئے قاضی نے مقدمہ خارج کردیا، یعنی نہ تفریق کی نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو عورت کے لئے ضروری ہے کہ جہاں تک قدرت ہو شوہر کو مجامعت سے باز رکھے[۱] بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے، اور اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو جب تک اس کا بس چلے اس شوہر کو کبھی پاس نہ آنے دے، اسی طرح اگر قاضی عورت کا دعویٰ رد کرکے بدستور شوہر کی زوجیت میں رہنے کا حکم دے تو بھی عورت کے لئے تمکین زوج جائز نہیں۔ (حیلۂ ناجزہ)

(۲) ممسوس[۲] (مرد ہو یا عورت) زندہ ہو

(۳) نظر (دیکھنے) کے سبب حرمت بننے کے لئے چھ شرطیں ہیں۔

(الف) راجح قول یہ ہے کہ عورت کے اندرونی شگاف کی طرف دیکھنا جو گول ہوتا ہے، موجب حرمت ہے، اس کے علاوہ بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ عورت ٹیک لگا کر بیٹھی ہو یا کوئی اور حالت ٹیک لگانے کے مانند ہو۔

اور اگر دیکھنے والی عورت ہو تو مرد کے مخصوص عضو ہی کو دیکھنا موجب حرمت ہے، البتہ اس کا استادہ ہونا شرط نہیں ہے، عضو مخصوص کے علاوہ مرد کے بدن کے کسی اور حصہ کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی

---

[۱] امداد الفتاویٰ ۲/۳۲۱ [۲] ممسوس: جسے چھویا گیا ہے ۱۲

(ب) دیکھنے کے ساتھ شہوت مقارن ہو دیکھنے سے فارغ ہو جانے کے بعد شہوت پیدا ہوئی ہو اور پھر دوبارہ نہ دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

نوٹ: شہوت صرف دیکھنے والے میں (خواہ مرد ہو یا عورت) ضروری ہے، منظور الیہ[1] میں خواہ مرد ہو یا عورت شہوت ضروری نہیں ہے۔

(ج) بعینہ اندرونی شگاف کو دیکھا ہو، اگر اس کا عکس آئینہ میں یا پانی میں دیکھا ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔

(د) انزال نہ ہوگیا ہو

(ہ) عورت کی عمر کم از کم نو ۹ سال اور مرد کی عمر کم از کم بارہ ۱۲ سال ہو۔

(و) منظور الیہ (مرد ہو یا عورت) زندہ ہو۔

نقلی دلائل

① وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِىْ فِىْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِىْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ (النساء ۲۳)

ترجمہ:۔ (تم پر حرام کی گئیں ہیں) تمہاری بیبیوں کی مائیں اور تمہاری بیبیوں کی بیٹیاں جو کہ تمہاری پرورش میں رہتی ہیں، ان بیبیوں سے کہ جن سے تم نے صحبت کی ہے اور اگر تم نے ان بیبیوں سے صحبت نہ کی

---

[1] منظور الیہ: وہ جس کی طرف دیکھا گیا ہے ۱۲

ہو تو تم کو کوئی گناہ نہیں ہے، اور تمھارے ان بیٹوں کی بیبیاں جو کہ تمھاری نسل سے ہیں۔

تشریح (۱) امام خلیلؒ نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے اُمّ سے موسوم ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملا دی جائیں۔[1] جیسے ام القریٰ (علاقہ کا صدر مقام) ام البنین (بیٹیوں کی ماں یعنی بیوی) ام الخبائث (خرابیوں کی جڑ یعنی شراب) وغیرہ، اس لئے مذکورہ آیت میں بیوی کی ماں خواہ قریبی ہو یعنی بیوی کی حقیقی والدہ ہو یا دور کی ہو یعنی اس کی دادی نانی، پردادی، پرنانی ہو، سب آیت کا مصداق ہوں گے، اور حرام ہوں گے کیونکہ عربی میں ان سب کو اُمّ کہتے ہیں، پس اُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ میں زوجہ کے سب مؤنث اصول آگئے۔

(۲) اور رَبَائِبُ، رَبِيْبَة کی جمع ہے، بیوی کی جو لڑکی اگلے شوہر سے ہے اس کو ربیبہ کہتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی ماں کے دوسرے شوہر کے آغوش تربیت میں ہوتی ہے اور ربیبہ ہی کے حکم میں ہیں دیگر شوہر سے بیوی کے تمام مؤنث فروع، اور اَللّٰتِي فِي حُجُوْرِكُمْ کی قید اتفاقی ہے وَذَكَرَ الْحِجْرَ بِطَرِيْقِ الاغلب لاعلى لشرط (عمدۃ القاری)

ترجمہ: گود کا تذکرہ عمومی رواج کی وجہ سے کیا گیا ہے شرط کے طور پر نہیں

---

[1] محمد عبدالرشید نعمانی:۔ لغات القرآن ۱/۲۳۶

کیا گیا۔ ـــــ اور مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ الخ سے معلوم ہوا کہ صرف عقد نکاح سے ربیبہ حرام نہیں ہوتی اس کی حرمت کے لئے بیوی (ربیبہ کی ماں) سے صحبت یا لمس ونظر کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۳) حَلَائِلُ، حَلِیْلَةٌ کی جمع ہے، اور حِلٌّ سے مشتق ہے جس کے معنیٰ ہیں کھولنا، چونکہ زوجین ایک دوسرے کا ستر کھولتے ہیں اس لئے وہ حلیل اور حلیلہ کہلاتے ہیں، اور حلیلہ میں سب مذکر فروع کی بیبیاں داخل ہیں ـــ اور نسل کی قید منہ بولے بیٹے (لے پالک) کو نکالنے کے لئے ہے، وانما قال من اصلابکم تحرزًا عن زوجات المتبنی (عمدة القاری)

(۳) وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ، اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِیْلًا۔ (النساء ۲۲)

ترجمہ:۔ اور تم ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ (دادا، یا نانا) نے نکاح کیا ہے، مگر جو بات (نزول آیت سے پہلے) گزر گئی سو گزر گئی، بے شک یہ (عقلاً بھی) بڑی بے حیائی ہے اور نہایت نفرت کی بات ہے، اور شرعًا بھی بہت برا طریقہ ہے۔

تشریح:۔ (۱) نکاح کے لغوی معنیٰ دو چیزوں کو ملانے اور جمع کرنے کے ہیں، عربی میں اَنْكَحْنَا الفَرَا فَسَنَرٰی اور تَنَاكَحَتِ

الْاَشْجَارُ، کے محاورے مستعمل ہیں، بعد میں نکاح کا استعمال دو معنوں میں ہونے لگا، وطی[1] (جماع) اور عقد[2]۔

اور چونکہ جمع ہونے کے معنیٰ حقیقۃً وطی ہی میں پائے جاتے ہیں، عقد تو جمع ہونے کا سبب ہے لِانهما یَصِیْرَانِ کشخصٍ واحدٍ حال ذٰلك الفعل (کفایہ) اس لئے وطی کے معنیٰ میں نکاح کا استعمال بطور معنیٰ حقیقی ہے اور عقد کے معنیٰ میں بطور معنیٰ مجازی ہے اور آیت زیر بحث میں حقیقی معنی یعنی وطی ہی مراد ہے لہٰذا جس عورت سے باپ نے وطی کی ہے خواہ نکاح کے بعد کی ہے یا زنا کیا ہے، اس عورت سے بیٹا نکاح نہیں کر سکتا۔

قال الرازی فی احکامه : قوله تعالی وَلَاتَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ مِنَ النِّسَآءِ قد أَوجبَ تحریمَ نکاح امْرأةٍ قد وَطِئَهَا ابوهُ بزنا او غیرہ (ص ۱۳۸ ج ۲)

اور جب آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ موطورۃ الاب خواہ منکوحہ ہو یا مزنیہ اولاد پر حرام ہے کیونکہ وہ بمنزلہ ماں ہے۔ تو ساس یا بیوی کی لڑکی سے زنا کرنے کی صورت میں بھی بیوی حرام

---

[5] احکام القرآن للرازی ۲/۱۳۶

ہو جائے گی کیونکہ ساس سے زنا کی صورت میں بیوی بمنزلۂ ربیبہ اور ربیبہ سے یا حقیقی بیٹی سے زنا کی صورت میں بیوی بمنزلۂ ساس ہو جائے گی
(۲) نیز اس آیت میں خطاب صحابہ اور مَن بَعْدُ کو ہے اور مَا نَکَحَ میں نکاح عام ہے خواہ مشروع ہو یا غیر مشروع اور مطلق کو مقید کرنا جائز نہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض نکاح وہ تھے جو محض زنا تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں چار قسم کے نکاح ہوتے تھے، جن میں سے تین زنا تھے، نکاح صرف ایک ہی تھا، اب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ "جن عورتوں سے تمہارے آباء نے کوئی نکاح کیا ہو تم اس سے نکاح نہ کرو" پس جب یہاں نکاح غیر مشروع جو زنا تھا، موجب حرمت مصاہرت ہوا تو سب جگہ ہوگا۔[1]

ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ قال رجلٌ یا رسول اللہ انی زَنَیْتُ بامرأۃٍ فی الجاهلیّۃ أَفَأَنْکَحُ ابنتها ؟ قال لا أری ذلك ولا یَصْلُحُ ان تَنْکِحَ امرأۃً تَطَّلِعُ من ابنتها علی ماتطلع

---

[1] لطائف رشیدیہ ص۸ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کا یہ استدلال اس پر مبنی ہے کہ شریعت میں نکاح کے حقیقی معنیٰ عقد کے ہیں، جماع اس کے مجازی معنیٰ ہیں اور حاصل استدلال یہ ہے کہ زنا کو قیاس کیا ہے زمانۂ جاہلیت کے ان تین نکاحوں پر جو حقیقت میں زنا تھے۔

علیہ منہا۔ وھو مرسل منقطع وفیہ ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن ام حکیم (فتح ابن ہمام ۳/۱۲۹)

ترجمہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کرچکا ہوں، کیا اب میں اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہوں؟ آپ نے جواب دیا کہ میں اس کو جائز نہیں رکھتا اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ تو ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بیٹی کے جسم کے ان حصوں کو تو جان چکا ہے جو حصے تو بیوی کے جانے گا یہ روایت مرسل اور منقطع ہے اس میں ایک راوی ابوبکر ہے۔

(۳) ایک شخص نے ساس کے ساتھ زنا کیا، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فتویٰ دیا کہ اس کے لئے اس کی بیوی حرام ہو گئی[۱] حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا بھی یہی فتویٰ ہے۔[۲]

(۴) عن ابی ھانیٔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نظر الی فرجِ امرأۃٍ حَرُمَتْ علیہ اُمُّھا وابنتھا[۳]

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی کسی عورت کے اندامِ نہانی کو دیکھے تو اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو گئیں۔

(۵) حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا فتویٰ ہے کہ لاینظر اللہ الی

---

[۱] احکام القرآن ۲/۱۳۷ اعلاء السنن ۱۱/۲۰ امام بخاریؒ نے بھی "جامع صحیح" میں یہ اثر ذکر فرمایا ہے۔ [۲] مبسوط سرخسی ۴/۲۰۸ [۳] اعلاء واحکام رازی۔

رجل نظر الی فرج امرأۃ وابنتہا۔ جس شخص نے کسی عورت کے اندامِ نہانی کو دیکھا پھر اس کی لڑکی کے اندام نہانی کو دیکھا تو اس کی طرف اللہ پاک (ناراضگی کی وجہ سے) نگاہ نہیں فرمائیں گے، (معلوم ہوا کہ لڑکی اس کے لئے حرام ہو گئی) [1]

(۶) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک باندی کو برہنہ کیا (پھر کسی وجہ سے اس کے ساتھ حاجت پوری نہ فرمائی) بعد میں صاجزادگان میں سے کسی نے وہ باندی مانگی تو آپ نے فرمایا کہ "وہ تیرے لئے حلال نہیں رہی"، [2]

(۷) اسی قسم کا واقعہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضؓ کا بھی ہے، انھوں نے بھی اپنے لڑکے سے فرما دیا کہ "وہ تیرے لئے حلال نہیں رہی"،

(۸) ابن عمر رضؓ کا فتویٰ ہے کہ جو شخص باندی کو جماع کی نیت سے برہنہ کرے، پھر مخصوص جگہ کو دیکھ لے تو اب وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال نہیں رہی۔

(۹) مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اسی قسم کا فتویٰ مروی ہے۔ (کما سیجیٔ)

(۱۰) ساس کے ساتھ زنا کرنے سے (خواہ نکاح سے قبل ہو یا بعد میں ہو) بیوی کے حرام ہونے کا مذہب مندرجہ ذیل صحابۂ کرام

[1] اعلا واحکام [2] احکام

رضی اللہ عنہم کا ہے، حضرت عمر[1] رضؓ، حضرت ابن مسعود[2] رضؓ، ابن عباس[3] رضؓ (فی الاصح) عمران[4] بن حصین رضؓ، جابر[5] رضؓ، ابی[6] بن کعب رضؓ، اور حضرت عائشہ[7] صدیقہ رضی اللہ عنہم۔ (فتح ابن ہمام)

نیز مندرجہ ذیل اجلۂ تابعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

حضرت[1] حسن بصری، قتادہ[2] بن دعامہ، سعید[3] بن المسیب، سلیمان[4] بن یسار[5]، سالم بن عبد اللہ، مجاہد[6]، عطاء[7]، ابراہیم[8] نخعی، عامر[9]، حماد[10]، امام ابو[11] حنیفہ، امام ابو یوسف[12]، امام محمد[13]، امام زفر[14]، امام سفیان[15] بن سعید ثوری، امام[16] اوزاعی، جابر[17] بن زید، طاؤس[18]، امام[19] اسحاق رحمہم اللہ[ل]

(۱۱) نظر و لمس سے حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کا مذہب مندرجہ ذیل اجلۂ تابعین کا ہے۔

حضرت حسن بصری، قاسم بن محمد، مجاہد، ابراہیم نخعی وغیرہم رحمہم اللہ۔

(۱۲) ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا، حضرت ابراہیم نخعیؒ اور عامر شعبیؒ نے فتویٰ دیا کہ ساس اور بیوی دونوں اس کے لئے حرام ہوگئیں۔ (اعلاء ۱۱/۲۱)

(۱۳) ابن جریجؒ حدیث بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[ل] احکام القرآن للجصاص، وعمدۃ القاری و فتح ابن ہمام

نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی عورت سے نکاح کیا، پھر اس کو بھینچا (غمز بھا) اور کچھ نہیں کیا تو اب وہ شخص اس عورت کی لڑکی سے نکاح نہیں کر سکتا۔ (اعلاء ۲۲/۱۱)

(۱۴) ابن مسعودؓ نے فتویٰ دیا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کر کے صرف بوسہ لے اور کچھ نہ کرے تاہم اب ہمیشہ کے لئے اس عورت کی لڑکی اس کے لئے حلال نہیں رہی۔ (اعلاء ۲۲/۱۱)

(۱۵) ابن شہاب زہریؒ کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے شادی کرے پھر اس عورت پر ہاتھ رکھے اور اس کا کپڑا کھولے اور صحبت نہ کرے تاہم اب اس کے لئے اس کی لڑکی حلال نہ رہی۔ (اعلاء ۲۲/۱۱)

(۱۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کا ایک لڑکے کے بارے میں نزاع دربارِ نبوی میں پیش ہوا، سعدؓ فرماتے تھے کہ یا رسول اللہ یہ بچہ میرے بھائی عتبہ کا ہے (ان کے بھائی نے زمانۂ جاہلیت میں اس بچہ کی ماں سے زنا کیا تھا اور اس سے یہ بچہ پیدا ہوا تھا) آپ اس بچہ کی مشابہت میرے بھائی سے ملاحظہ فرمائیں، میرے بھائی نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ موقعہ ملنے پر اس بچہ کو اپنی تربیت میں لے لوں۔

عبد بن زمعہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ یہ میرا بھائی ہے میرے باپ

کے فراش پر ان کی باندی سے پیدا ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا تو اس بچہ میں عتبہ کی مشابہت واضح طور پر معلوم ہو رہی تھی، اس کے بعد آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بچہ عبد کو ملے گا اور زانی کے لئے سنگ ہے۔ اور ام المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ کو پردہ کرنے کا حکم دیا، چنانچہ وفات تک کبھی بھی حضرت سودہؓ نے اس بچہ کو نہیں دیکھا۔

مذکورہ حدیث کتب صحاح میں ہے۔ غور فرمائیں کہ جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا کہ یہ لڑکا عتبہ کے مشابہ ہے تو آپ نے اس کو اسی کے نطفہ کا سمجھا اور حضرت سودہؓ کو پردہ کرنے کا حکم فرمایا گو کہ عتبہ سے نسب ثابت نہیں فرمایا، لیکن فی الجملہ ثبوتِ نسب جیسا معاملہ کیا۔ جس سے واضح ہوا کہ فی الجملہ زنا سے احکام متعلق ہوتے ہیں۔ اور اس کا کچھ نہ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے۔ اگر زنا کا احکام میں بالکلیہ اعتبار نہ ہوتا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو پردہ کرنے کا حکم دینے کی کیا وجہ تھی؟ وہ تو ان کا حقیقی بھائی تھا؟! [1]

---

[1] یہ استدلال حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ دیکھئے لطائف رشیدیہ ص ۸

الغرض حرمتِ مصاہرت کے تمام مسائل نصوص قطعیہ سے ثابت ہیں۔ امّھات نسآئکم میں اصولِ زوجہ کا ذکر ہے، وربائبکم میں فروع زوجہ کا تذکرہ ہے، وحلائل ابنائکم میں اصولِ زوج کی حرمت مذکور ہے، اور لاتنکحوا مانکح اٰبائکم میں فروعِ زوج کا بیان ہے، جن کی تفصیل پہلے عرض کی جا چکی ہے، اب صرف دو مسئلے تنقیح طلب باقی رہ جاتے ہیں۔

۱:۔ دواعئ جماع یعنی لمس و نظر بھی خواہ جائز ہوں یا ناجائز بحکم جماع ہیں۔

۲:۔ زنا بھی بحکم جماع ہے۔

ان ہی دو مسئلوں کی تنقیح کے لئے درحقیقت یہ مقالہ لکھا گیا ہے، ہم اگرچہ ان دو مسئلوں کے دلائل اجمالاً ذکر کر آئے ہیں لیکن ناظرین کی تشفی کے لئے ان پر تفصیلی نگاہ ڈالنا ضروری ہے

دواعئ جماع بحکمِ جماع ہیں

یہ بات پہلے واضح ہو چکی ہے کہ دواعئ جماع سے مراد صرف دیکھنا (بشرائط مذکورہ) اور چھونا (بشرائط مسطورہ) ہے اور شہوت سے بوسہ لینا، چھونے ہی میں داخل ہے، ان کے علاوہ دیگر دواعی بحکم جماع نہیں ہیں۔ نیز یہ بھی واضح کیا جا چکا ہے

کہ یہ مذہب فقہاء اربعہ میں سے صرف احناف رحمہم اللہ کا ہے ائمہ ثلاثہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں احناف کے مستدلات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے جماع کرے یا شہوت سے بوسے یا شہوت سے چھوئے یا شہوت سے اس کا شگاف دیکھے تو وہ عورت اس شخص کے باپ اور بیٹے پر حرام ہو گئی۔ اور خود اس شخص پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو گئیں۔ [۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دواعی، مس و نظر اور قبلہ کو بحکم جماع قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت مسروق تابعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر والوں کو خط لکھا کہ میری فلاں باندی فروخت کر دو، کیونکہ لمس و نظر کا دواعی جماع میں اس سے کر چکا ہوں جس نے اس کو میرے لڑکے کے لئے حرام کر دیا ہے [۲]

(۳) ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے مرفوع حدیث کا

---

[۱] مبسوط سرخسی ۴/۲۰۴ [۲] احکام القرآن للرازی ۲/۱۴۷

ذکر اجمالی دلائل کے ضمن ۱۳ پر آچکا ہے کہ "اگر نکاح کے بعد صرف بھینچا ہو تو بھی حرمت ثابت ہو جائے گی،" (اگرچہ وہ حدیث منقطع ہے) اور ۵ پر ابن مسعودؓ کا اثر نظر الی الفرج کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے ۲ - ۷ - اجمالی دلائل کے ضمن ۷ پر ابو ہانی کی مرفوع روایت نظر الی الفرج کے متعلق درج کی جا چکی ہے - اور ۷ پر حضرت عمرؓ کا اثر بھی بیان کیا جا چکا ہے - اور ۱۵ پر ابن شہاب زہری کا فتویٰ ہدیۂ ناظرین کیا جا چکا ہے - یہ سب اس بات کے صریح دلائل ہیں کہ دواعی بھی بحکم جماع ہیں، ان احادیث و آثار میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف تین دواعی یعنی لمس و نظر اور قُبلہ کے لئے یہ حکم ہے. اسی لئے احناف نے صرف ان تین دواعی کو بحکم جماع قرار دیا ہے -

زنا حرمت مصاہرت میں بحکم جماع ہے

اجمالی دلائل کے ضمن ۲

و ۳ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۶ پر احادیث و آثار ذکر کئے جا چکے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حرمتِ مصاہرت کا ثبوت جس طرح جائز وطی سے ہوتا ہے حرام وطی (زنا) سے بھی ہوتا ہے، ان احادیث و آثار کے اعادہ کی حاجت معلوم نہیں ہوتی، آئندہ صفحات میں ان دونوں مسئلوں پر عقل و نظر کی روشنی میں کلام کیا جائے گا -

مسئلہ کی عقلی دلیل

لمس ونظر (خواہ جائز ہوں یا ناجائز) بحکم جماع ہیں، اسی طرح زنا بھی جماع ہی کے حکم میں ہے، یہ دونوں مسئلے استحسانی ہیں، ان کو کماحقہ سمجھنے کے لئے استحسان کی تعریف و ماہیت بیان کی جاتی ہے.

استحسان کی تعریف

استحسان کے لغوی معنیٰ ہیں کسی شئ کو اچھا اور مستحسن سمجھنا (عَدُّ الشئِ حَسَنًا) اور فقہا کی اصطلاح میں کسی مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے ایک پہلو کو کسی معقول دلیل کی بناپر ترجیح دینے کا نام استحسان ہے

منہاج الاصول میں ہے.

العُدُولُ فی مسئلةٍ عن مثل ماحَکَمَ بہ فی نظائرھا الی خلافِہ بوجہٍ ھواقویٰ	کسی مسئلہ کی نظائر میں جو حکم لگایا گیا ہے اس کو چھوڑ کر زیر بحث مسئلہ میں کسی قوی دلیل کی بناپر اس کے خلاف حکم لگانا

جصاص رازی رحمۃ اللہ علیہ نے استحسان کی تعریف ترکُ القیاسِ الی ماھو اولی منہ کی ہے۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قیاس واستحسان درحقیقت دونوں دو قیاس ہیں، اول قیاس جلی، (یعنی سمجھنے کے اعتبار سے واضح)

اور اثر (ونتیجہ) کے اعتبار سے ضعیف ہوتا ہے، اور ثانی قیاس خفی (یعنی فہم کے اعتبار سے دقیق وخفی) اور اثر (ونتیجہ) کے اعتبار سے قوی ہوتا ہے، اور اسی وجہ سے اس کو استحسان کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں پسندیدہ قیاس[1]۔

قیاس جلی وخفی کی تعریفات

قیاس جلی وہ ہے جس کی طرف ذہن جلد منتقل ہو جائے، زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہ پڑے، اور قیاس خفی وہ ہے کہ غور وفکر اور دقتِ نظر کے بعد اس کی طرف ذہن منتقل ہو[2]۔

ترجیح کے وجوہ

ایک پہلو (قیاس خفی) کو ترجیح دینے کی بنیاد تین چیزیں بنتی ہیں، (الف) نص (ب) اجماع (ج) ضرورت۔ ان سب کی تفصیل کافی اہم اور مفید ہے، لیکن چونکہ ہمارا موضوع اس کا متقاضی نہیں ہے، اس لئے ہم صرف نص کی قدرے وضاحت کرتے ہیں۔

---

[1] مبسوط ۱۰/۱۴۵ اس عبارت سے ان اصولیوں کا رد نکل آتا ہے جو استحسان کی تین قسموں میں قیاس نہیں مانتے، اور اسی وجہ سے وہ ان کو متعدی الی الغیر بھی نہیں مانتے دیکھئے مختصر حسامی کی متعلقہ بحث ۱۲ [2] شرح مسلم الثبوت ص ۵۸۱

نص یعنی آیات قرآنی، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ صحابہ کی بنا پر کسی مسئلہ میں قیاس خفی کو جلی پر ترجیح دینا استحسان کہلاتا ہے، جیسے بیع سلم کا جواز، چونکہ سلم میں مبیع بوقت عقد موجود نہیں ہوتی، اس لئے قیاس کا تقاضا یہ تھا کہ جائز نہ ہو لیکن حدیث صحیح کی بنا پر قیاس جلی کو ترک کر دیا گیا ہے یہی حال مزارعت کا ہے۔

واضح رہے کہ جہاں نص کی بنا پر قیاس جلی ترک کیا جاتا ہے، وہاں قیاس خفی کا ادراک ضروری نہیں ہے بلکہ نص کا وجود ہی قیاس جلی کو ترک کرنے کے لئے کافی ہے، مگر جب تک قیاس خفی یعنی نص کی علت کا ادراک نہ ہو جائے حکم کا تعدیہ جائز نہیں ہے بلکہ وہ حکم موردِ نص پر موقوف رہے گا، اور جب قیاس خفی کا ادراک ہو جائے گا تو سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا مقتضی یہ ہے کہ حکم کا تعدیہ صحیح ہوگا۔

زیرِ بحث مسئلہ میں قیاس جلی و خفی

بہر حال مسئلہ زیر بحث میں قیاس جلی تو یہ ہے کہ زنا بحکم جماع نہ ہو کیونکہ حرمتِ مصاہرت ایک نعمتِ خداوی ہے لہذا حلال سبب سے تو وہ حاصل ہو سکتی ہے مگر حرام سبب سے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی، لانہا نعمۃ لان اللہ

تعَالیٰ منّ علینا بالمصاھرۃ کما منّ بالنسب..... ولانّ الاجنبیّۃَ بھا تُلحَقُ بالامھاتِ...... والزناسببٌ للعقوبۃ فانّٰی یستقیم تعلیقُ النعمۃ بہ؟ (کفایہ جلال الدین کرلانی)

نیز جماع تو بچہ کا سبب قریب ہے مگر دواعی جماع اسبابِ بعیدہ ہیں، لہٰذا سبب بعید کو سبب قریب کے ساتھ ملحق نہ کیا جانا چاہئے۔

یہ ہے قیاس جلی، جو اثر و نتیجہ کے اعتبار سے کسی خاص فائدے کا حامل نہیں ہے، اس قیاس کو نصوص کی وجہ سے ترک کر دیا گیا ہے یہ نصوص پہلے نقلی دلائل کے ضمن میں ذکر کی جاچکی ہیں اور قیاس کو چھوڑ کر نصوص پر عمل کرنے کا نام استحسان ہے، کیونکہ یہ نصوص ایک قیاس خفی پر مشتمل ہیں، جو اثر و نتیجہ کے اعتبار سے عظیم فوائد کا حامل ہے جو درج ذیل ہے۔

حرمتِ مصاہرت کی حقیقی علت بچہ ہے، کیونکہ بچہ کی وجہ سے زوجین میں جزئیت و بعضیت کا تعلق پیدا ہوتا ہے لیکن یہ علت خفی ہے، اس کا کامل ادراک نَو ماہ بعد ہی ہو سکتا ہے، اور حکم لگانے کے لئے اس قدر طویل وقفہ کا انتظار مشکل ہے، اس لئے شریعتِ مطہرہ نے ولد کی جگہ سبب ظاہری یعنی جماع کو رکھ دیا

اور چونکہ جماع دو شخصوں کا پرائیوٹ معاملہ ہے، اس کا علم بھی دشوار ہے، اس لئے شریعت نے اس کی جگہ نکاح کو رکھ دیا ہے لہٰذا تمام مسائل کی تفریع نکاح (عقد) پر ہوگی، اگرچہ نکاح بچہ کا سبب بعید ہے، اب اگر کسی جگہ حقیقی سبب پایا جائے تو اس سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی، یعنی بغیر نکاح کے بچہ پیدا ہو گیا یا اس کا قائم مقام یعنی جماع پایا گیا تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی کیونکہ یہی اسباب حقیقی تھے نکاح تو ان کا قائم مقام تھا، جس طرح نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کو خروج من السبیلین کی جگہ پر رکھا گیا ہے پس اگر کسی جگہ نیند نہ پائی جائے اور خروج نجاست پایا جائے تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

اور جس طرح نکاح سبب بعید ہونے کے باوجود بحکم ولد ہو گیا ہے کیونکہ نکاح اگرچہ ولد کا سبب بعید ہے لیکن جماع کا سبب قریب ہے، اور جماع ولد کا سبب قریب ہے لہٰذا جس طرح جماع ولد کا قائم مقام ہوا ہے اسی طرح نکاح بھی جماع کے قائم مقام ہو کر ولد کے قائم مقام ہو گیا ہے، اسی طرح دواعی جماع بھی اسباب بعیدہ ہونے کے اعتبار سے نکاح کے مساوی ہیں، یعنی ولد کے تو

اسباب بعیدہ ہیں لیکن جماع کے اسباب قریبہ ہیں لہٰذا جس طرح نکاح بحکم جماع ہوکر ولد کے قائم مقام ہوگیا تھا اسی طرح دواعی جماع بھی بحکم جماع ہوکر ولد کے قائم مقام ہو جائیں گے' اور ان سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

یہ ہے قیاس خفی جن پر نصوص کا مدار ہے اور جو اثر و نتائج کے اعتبار سے عظیم فوائد کا حامل ہے، اس لئے احادیث و آثار کی بنا پر اس قیاسِ خفی کو جلی پر ترجیح دی گئی ہے اور قیاس جلی کو ترک کر دیا گیا ہے، لیکن چونکہ قیاس خفی غور و فکر کا طالب اور دقتِ نظر کا خواہاں ہے اس لئے تمام فقہاء کرام کی نگاہیں اس تک نہیں پہنچ سکیں، نہ ہی تمام فقہاء اس قیاسِ خفی کا کماحقہٗ ادراک کر سکے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ پاک نور سے بھر دیں کہ انھوں نے اس کا کماحقہ ادراک کر لیا۔

جو ائمۂ کرام قیاس خفی کا ادراک نہ کر سکے انھوں نے ان احادیث و آثار کو ترک فرما دیا جنھیں نقلی دلائل کے ضمن میں ہم مفصل بیان کر چکے ہیں۔ اور انھوں نے تمام احکام کا مدار قیاس جلی پر رکھا لیکن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہی احادیث و آثار کی وجہ سے قیاس خفی کو قیاسِ جلی پر ترجیح دی اور قیاسِ جلی کو ترک فرما دیا۔

مذکورہ بحث میں ہم نے جو قیاس خفی بیان کیا ہے اذکیار تو اسی قدر بحث سے حقیقتِ امر تک پہنچ جائیں گے، لیکن عام قارئین کے لئے تفصیل ناگزیر ہے۔

علت جاننے کا فائدہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد بیان کرتے ہوئے قرآن عزیز نے ارشاد فرمایا ہے

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ (الجمعة ۲)

اللہ وہ ہیں جنھوں نے امیوں (عرب) کے پاس انہی میں سے ایک رسول بھیجا تاکہ وہ ان کو اللہ پاک کی آیات پڑھ کر سنائے اور اس کے مطابق عمل کر کے اور ان کو اخلاق رذیلہ سے پاک کر کے اخلاق حسنہ سے مزین کرے نیز کتاب اللہ اور حکمت کی تعلیم دے۔

تشریح: (۱) تلاوت کے معنیٰ ہیں کسی کے کلام کو ذہن نشین کرنا اور وجوباً اس کی اتباع کرنا اسی وجہ سے تَلَوْتُ رُقْعَتَكَ (میں نے تیرے خط کی تلاوت کی) کہنا صحیح نہیں ہے، تلاوت

قرآت سے اخص ہے اور صرف آسمانی کتابوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، تَلیٰ عَلَیۡہِ کے معنیٰ ہیں خود اس نے اللہ کا کلام ذہن نشین کیا، پھر وہ کلام دوسروں کو پڑھ کر سنایا اور اس کے موجبات پر عمل کر کے دکھایا یہ رسول کی پہلی ذمہ داری ہے، اور اسی کیلئے وہ مبعوث بھی ہوتے ہیں کہ کلام الٰہی لوگوں تک پہنچائیں اور عملی طور پر نمونہ پیش فرمائیں، جس سے معلوم ہوا کہ محض قرآن پڑھ لینا کافی نہیں ہے، بلکہ طرز ادا کا رسول سے حاصل کرنا بھی ضروری ہے، نیز رسول نے جس طرح کلام الٰہی پر عمل کر کے دکھایا ہے اسی طرح عمل کرنا بھی ضروری ہے، اپنی طرف سے کلام الٰہی پر عمل کرنے کے لئے طریقے وضع نہیں کئے جا سکتے۔

۲:۔ تزکیہ نام ہے اخلاق رذیلہ سے تخلیہ اور اخلاق حمیدہ سے تحلیہ کا، اور یہ رسول کا دوسرا کام ہے۔

۳:۔ الکتاب کی تعلیم دینا رسول کی تیسری ذمہ داری ہے یعنی آیاتِ الٰہیہ سے ثابت ہونے والے مسائل کی تعلیم دینا

۴:۔ بعثت نبوی کا چوتھا مقصد تعلیم حکمت ہے۔ یعنی آیات الٰہی سے جو مسائل ثابت ہوتے ہیں ان کی علل سمجھانا تاکہ علت ذہن نشیں کر لینے کے بعد امت کے لئے استنباط مسائل میں کوئی

دشواری باقی نہ رہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نصوص شرعیہ میں علل واسباب ضرور ہوتے ہیں، اگر کوئی شخص نص کی علت پالے تو اس کے لئے مسائل کا استنباط سہل ہو جاتا ہے۔

علت جاننے کا طریقہ

رہی یہ بات کہ نص میں جو علت ہے اس کا ادراک کس طرح کیا جائے؟ تو اس کے لئے "تنقیحاتِ ثلاثہ" سے کام لیا جاتا ہے جو مندرجۂ ذیل ہیں۔

۱:۔ تخریج مناط ۲:۔ تنقیح مناط ۳:۔ تحقیق مناط

مناط کے معنیٰ علت وحکمت یا اس وصف کے ہیں جس پر حکم کا مدار ہوتا ہے، یا وہ وصف حکم کا باعث ہوتا ہے، فقہاءِ کرام نص کو سامنے رکھ کر پہلے اس میں سے امکانی اوصاف نکالتے ہیں پھر ان اوصاف کی تنقیح کرتے ہیں، کہ حقیقی سبب کیا ہے جو غیر حقیقی وصف ثابت ہوتا ہے اس کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور حقیقی سبب کو لے کر اس پر مسائل کی تفریع کرتے ہیں اسی تفریع مسائل کا نام یعنی علت جہاں جہاں پائی جائے وہاں حکم کو ثابت کرنے کا نام تحقیق مناط ہے بات چونکہ دقیق ہے اس لئے ایک مثال سے

اس کی توضیح مناسب معلوم ہوتی ہے۔

مناطِ ثلاثہ کی مثال سے توضیح

قرآن عزیز نے نواقض وضو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ تم نشیبی جگہ (بیت الخلاء) میں جاکر آؤ تو وضو ٹوٹ جائیگا اور نیا وضو یا تیمم کرنا ہوگا. یہاں نقضِ وضو کے امکانی اوصاف درجِ ذیل ہو سکتے ہیں۔

(۱) غائط جانے کا ارادہ کرنا (۲) بالفعل چل کر جانا (۳) وہاں ٹھہرنا (مکث) (۴) ستر کھولنا (۵) سبیلین سے نجاست کا نکلنا (۶) بہنے والی نجاست کا بدن سے نکلنا وغیرہ وغیرہ۔

فقہاء کرام نے جب ان امکانی اوصاف میں غور کیا تو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو نجاست کا سبیلین سے نکلنا علتِ حقیقی اور وصف مؤثر نظر آیا، لہٰذا انھوں نے اس کے علاوہ دیگر اوصاف کو اَلْقَطْ (بے اعتبار) کردیا، اور تمام احکام کی تفریع اسی وصف پر کی چنانچہ ان کے نزدیک سبیلین کے علاوہ بدن کے کسی بھی حصہ سے نجاست کا خروج ناقض وضو نہیں ہے، لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غور فرمایا تو معلوم ہوا کہ نجاست کا بدن سے نکل کر بہہ جانا علت حقیقی اور وصف موثر ہے، اور سبیلین کو نقضِ وضو میں کوئی

دخل نہیں ہے، امام صاحب نے اس علت حقیقی پر مسائل کی تفریع فرمائی اور دیگر اوصاف کو ترک کر دیا، چنانچہ امام صاحب کے نزدیک بدن کے کسی بھی حصہ سے اگر نجاست نکل کر بہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

علت حقیقی کا جان لینا ہی درحقیقت آیت زیر بحث میں حکمت پالینا ہے، قال اللہ تعالی وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا جسے حکمت کا ادراک ہوگیا، اس پر خیر کثیر کا دروازہ کھل گیا، کیونکہ اب وہ مسائل کا استنباط بہت آسانی سے کرسکے گا۔

حرمت مصاہرت کی حقیقی علّت

آمدم برسر مطلب حرمت مصاہرت کے سلسلہ میں قرآن عزیز میں دو آیتیں ہیں، نقلی دلائل کے ضمن ۱ و ۲ پر ہم ان کی تفصیل لکھ آئے ہیں۔ اب ان میں تنقیح کیجئے اور سب سے پہلے امکانی اوصاف نکالئے، تو وہ مندرجہ ذیل ہوں گے۔

(۱) خود نکاح یعنی عقد بمعنی ایجاب وقبول۔

(۲) صرف دخول یعنی زنا۔

(۳) نکاح بشرط دخول۔

(۴) دخول بشرطِ نکاح

(۵) بچہ خواہ نکاح کے بعد پیدا ہوا ہو یا بغیرِ نکاح کے پیدا ہوا ہو وغیرہ وغیرہ ــــــ اب تنقیح کیجئے، اور یہ معلوم کیجئے کہ وصفِ حقیقی اور علت مؤثر کیا ہے؟

(۱) محض عقد سبب نہیں ہوسکتا، کیونکہ ربیبہ میں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوا یعنی اگر عقد سببِ حرمت ہوتا تو نکاح ہوتے ہی ربیبہ حرام ہوجاتی۔ حالانکہ وہ نفسِ عقد سے حرام نہیں ہوتی۔

(۲) دخول محض بھی سبب نہیں ہوسکتا، کیونکہ صحبت کوئی خاص قرب پیدا نہیں کرتی۔

(۳ و ۴) دخول بشرطِ نکاح یا اس کا عکس بھی سبب نہیں ہوسکتے کیونکہ جب فرداً فرداً ہر ایک سبب نہیں ہے، تو دونوں مجتمع ہوکر بھی سبب نہ بن سکیں گے، نفسِ اجتماع سے سببیت کی شان پیدا نہیں ہوتی۔

(۵) البتہ بچہ سبب بن سکتا ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ حرمتِ مصاہرت کا اصل سبب بچہ ہے، کیونکہ بچہ طرفین کا جزء ہے، اس لئے کہ زوجین کے نطفہ سے اس کی تخلیق ہوتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ جزء کا جزء، جزء ہوتا ہے، مثلاً ہاتھ زید کا جزء ہے اور ہاتھ کا

جزء انگلی ہے تو انگلی زید کا جزء ہوگی۔

اسی طرح باپ کا جزء بچہ ہے اور بچہ کا جزء اس کی ماں ہے پس انگلی کی طرح لڑکے کی ماں لڑکے کے باپ کا جزء ہوجائے گی اور جس طرح انگلی کا جزء ناخن ہے اور وہ بھی جزء ہے، اسی طرح بچہ کی ماں کی ماں (ساس) بھی بچہ کے باپ کا جزء ہوجائیگی وَهَلُمَّ جَرًّا۔ پس قاعدہ یہ بنا کہ جزء کے جزء کا جز بھی جزء ہوتا ہے اب پوری شکل الٹ دیجئے اور مذکورہ تقریر عورت کی طرف سے کر لیجئے تو بچہ کا باپ بچہ کی ماں کا جزء بن جائے گا اسی طرح بچہ کا دادا بچہ کی ماں کا جزء بن جائے گا۔ وهلم جرًّا

اور جزء بن جانے سے جو قرب پیدا ہوتا ہے، وہ اظہر مِنَ الشمس ہے، اور اسی قرب کے احترام کا نام حرمتِ مصاہرت ہے، اور حرمتِ نکاح کے باب میں اصولِ شرعی یہ ہے کہ اپنے جزء سے انتفاع جائز نہیں ہے اس لئے اصول شوہر بچہ کی ماں کا جزء ہونے کی وجہ سے اس کے لئے حرام ہوں گے اسی طرح فروع شوہر بھی بچہ کی ماں کا جزء ہونے کی وجہ سے حرام ہوں گے نیز اصولِ زوجہ اور فروع زوجہ بچہ کے باپ کا جزء ہونے کی وجہ سے بچہ کے باپ پر حرام ہوں گے، خلاصہ یہ کہ بچہ ہی حرمتِ مصاہرت

کا سبب اور حقیقی علت ہے۔

ایک شبہ کا جواب

مذکورہ اصول پر چاہیئے تھا کہ زوجین میں آئندہ جنسی انتفاع حرام ہو جائے کیونکہ زوجین بھی ولد کے واسطہ سے ایک دوسرے کا جزر بن گئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا اور یہی قیاسِ جلی ہے، لیکن یہاں ایک قیاس خفی بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ:-

شریعت نے اُنہی اجزار سے جنسی انتفاع حرام قرار دیا ہے جن سے جنسی انتفاع جائز قرار دینے کی صورت میں تباغض وتحاسد قطع رحم اور عداوت جیسی انتہائی بھیانک معاشرتی خرابیاں رونما ہونے کا امکان ہوتا ہے، مطلقاً تمام اجزار سے انتفاع حرام نہیں ٹھہرایا، ورنہ تو تمام بنی نوع انسان ایک دوسرے کا جزر ہیں اس لئے مناکحت کی کوئی شکل ہی باقی نہ رہے گی، نیز اپنے اعضار (شرمگاہ) سے انتفاع حرام قرار پائے گا۔ اور شریعت الٰہی میں اس قسم کی دشواری نہیں ہو سکتی، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جزم سے انتفاع کی حرمت کی وجہ کی طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:-

"اگر لوگوں میں یہ دستور ہوتا کہ ماں کو اپنی بیٹی کے خاوند کے ساتھ اور مردوں کو اپنے بیٹوں کی بیبیوں کے ساتھ اور بیبیوں کی بیٹیوں کے ساتھ رغبت ہوتی (یعنی نکاح جائز رکھا جاتا) تو اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا کہ اس تعلق کو توڑنے کی کوشش کی جاتی یا اس شخص کے قتل کے درپے ہوا جاتا جس کی طرف سے خواہش پائی جاتی ہے، اگر آپ قدماء یونان کے اس سلسلہ کے قصے سنیں یا اپنے زمانہ کی ان قوموں کے احوال کا مطالعہ کریں جن کے یہاں یہ مبارک سنت (حرمتِ مصاہرت) نہیں ہے تو آپ کو وہاں بھیانک ماحول اور گھٹاٹوپ ظلم و جور کا مشاہدہ ہوگا۔"

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۳۸۳/۲ بیان حرمت مصاہرت)

اور ظاہر ہے کہ یہ خرابی اپنے اجزاء سے انتفاع میں نہیں ہے، اسی طرح بیوی کے ساتھ انتفاع جائز قرار دینے میں بھی کوئی خرابی رونما ہونے کا امکان قطعاً نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس صورت میں یعنی بیوی کو حرام کر دینے کی صورت میں فساد فی الارض کا اندیشہ ہے، جو ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے قیاسِ خفی کو قیاس جلی پر ضرورت کی وجہ سے ترجیح دی گئی، اور ضرورت یہ ہے

کہ اگر ایک ہی بچہ ہونے پر بیوی حرام ہو جایا کرے تو زندگی میں کتنے نکاح کرنے ہوں گے؟ یہی حاجت و ضرورت وجہ ترجیح بنی اور اسی کی وجہ سے قیاسِ خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی گئی ہے، اور استحساناً بیوی سے انتفاع جائز رکھا گیا ہے۔

بچہ کے طرفین کا جز ہونے کی دلیل

رہی یہ بات کہ بچہ طرفین کا جز ہے عقلاً مسلم ہے، کیونکہ بچہ کی تخلیق دونوں پانیوں سے ہوتی ہے، اس لئے وہ صرف ایک کا جز نہ ہوگا بلکہ دونوں کا جز ہوگا، اور نصوص سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ (فاطمہ میرا پارہ ہے) اور پارہ بدن کا ٹکڑا اور حصہ جز ہی ہوتا ہے[1]

ایک شبہ کا جواب

البتہ یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب بچہ طرفین کا جز ہے تو نسب دونوں جانب کیوں ثابت نہیں ہوتا؟ صرف باپ سے نسب کیوں ثابت کیا جاتا ہے؟

---

[1] یہ استدلال سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے ماخوذ ہے، دیکھیے مبسوط، بیان محرمات

اس کا جواب یہ ہے کہ قیاس جلی تو یہی تھا کہ دونوں جانب نسب ثابت ہوتا لیکن یہاں ایک قیاس خفی بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ نسب کا سب سے اہم مقصد تناصر ہے، یعنی ایک دوسرے کی امداد کرنا۔

اب اگر دونوں جانب نسب جوڑ دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ دو مختلف خاندانوں کے اختلاف مزاج کی بنا پر دونوں میں امتزاج نہ ہو سکے، اور تنازع اور رساکشی شروع ہو جائے، نتیجۃً دونوں ہی تناصر سے ہاتھ کھینچ لیں، اور یہ اہم غرض کسی سے بھی حاصل نہ ہو سکے، تناصر لازماً اس وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ کسی بھی ایک جانب تعلق رہے ورنہ تو دھوبی کے کتے کی مثال ہو جائے گی جو نہ گھر کا نہ گھاٹ کا، نہ اِدھر کا نہ اُدھر کا۔

باپ سے نسب کیوں ثابت ہوتا ہے؟

رہا یہ سوال کہ طرفین میں سے نسب ثابت کرنے کے لئے کس جانب کو ترجیح دی جائے؟ تو یہ بات طے کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں ہے، ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ باپ کی جہت تناصر کے لئے بنسبت ماں کی جہت کے قوی ہے، لہذا نسب صرف باپ سے جوڑا جائے گا، ماں کے ساتھ نہیں جوڑا جائے گا، البتہ اگر کسی وقت باپ کی جہت جو قوی تھی، حاصل نہ رہے تو پھر تناصر

کے لئے ماں کی جانب نسب جوڑا جائے گا، کیونکہ جب قوی تنا مرنہ رہا تو ضعیف ہی سہی، جیسے ملاعنہ کا لڑکا، جب باپ نے اس کی نفی کردی تو اس کا نسب ماں اور اس کے خاندان کی طرف جوڑ دیا جاتا ہے، یا جیسے سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نسب کہ جب آپ کا کوئی باپ ہی نہ تھا تو قرآن عزیز نے جگہ جگہ ماں کے ساتھ آپ کا نسب جوڑا ہے۔

ولد علت خفی ہے

بہرحال بچہ حرمت مصاہرت کے لئے اصلی اور حقیقی علت ہے لیکن بچہ عادۃ نو ماہ کے بعد پیدا ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حرمتِ مصاہرت کا حکم جاری کرنے کے لئے اس قدر طویل عرصہ کا انتظار نہیں کیا جاسکتا اس دشواری کے حل کے لئے جب ہم شریعتِ مطہرہ میں غور کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جہاں کہیں علت خفی ہوتی ہے سبب ظاہری کو اس کی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، مثلاً بدن سے نجاست کا نکلنا ناقض وضو ہے، لیکن جب انسان سو جاتا ہے تو کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ سبیلین سے کچھ نکلا یا نہیں ہے یعنی خروج نجاست جو علت حقیقی ہے بحالتِ نوم اس کا ادراک خفی ہے، اس لئے شریعت نے خروج کی جگہ استرخار مفاصل (جوڑوں کے ڈھیلا پڑ جانے) کو رکھا، کیونکہ استرخار مفاصل

ہی سبیلین سے نجاست نکلنے کا سبب ہے، لیکن استرخار کا ادراک بھی دشوار ہے، لہذا استرخار کی جگہ اس کے سبب کو یعنی غفلت کو رکھا، اور غفلت کا ادراک بھی ہر صورت میں مشکل ہے، اس لئے غفلت کے سبب کو یعنی نیند کو مِنْ حَیْثُ اَنَّہٗ یُفْضِیْ اِلَی الاِسْتِرْخَاءِ خروج نجاست کے قائم مقام کر دیا، اب نقضِ وضو کے تمام احکام نیند پر متفرع ہوں گے، اصل سبب یعنی خروج نجاست پر حکم موقوف نہ رہے گا اور چونکہ مطلق نیند خروج نجاست کے قائم مقام نہیں ہے بلکہ وہ نیند خروج نجاست کے قائم مقام ہے جو غفلت اور استرخار کا سبب بنے اس لئے اگر کوئی سنت طریقہ کے مطابق سجدہ کی حالت میں سو جائے یا رکوع کی حالت میں یا قیام کی حالت میں یا قعود کی حالت میں بغیر ٹیک لگائے سو جائے تو وہ نیند ناقضِ وضو نہ ہوگی، کیونکہ اس سے استرخار نہیں ہوتا اسی طرح انبیار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نیند بھی ناقضِ وضو نہیں ہے کیونکہ وہ مُفضی الی الاسترخار نہیں ہے، استرخار غفلت کی وجہ سے ہوتا ہے، اور انبیار کی نیند غافل نہیں کرتی۔

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ وتر سے پہلے سو جاتے

ہیں اور پھر تجدید وضو کے بغیر وتر پڑھ لیتے ہیں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ یَا عَائِشَۃُ تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ (اے عائشہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا) یعنی میری نیند غفلت پیدا نہیں کرتی۔

بہر حال نقضِ وضو میں اصلی سبب خروج نجاست کو ہٹا کر اس کی جگہ سبب ظاہری (جس کا ہر شخص ادراک کر سکے) کو رکھا گیا ہے، اس لئے تمام احکام اسی قائم مقام پر جاری ہوتے ہیں لیکن اگر کسی جگہ نیند کا وجود نہ ہو بلکہ بیداری ہی میں سبیلین سے نجاست نکلے یا بغیر نیند کے استرخار کا تحقق ہو جائے مثلاً اغماء (بے ہوش ہونے کی حالت میں تو اس وقت بھی وضو ٹوٹ جائے گا، کیونکہ اصل ناقض خروج نجاست ہے اور اس کا نائب استرخار ہے نیند تو نائب در نائب ہے

ظاہری علامت کو حقیقی علت کی جگہ رکھنے کی دوسری مثال

یا جیسے مسافر کے لئے رخصت کی حقیقی علت مشقت ہے، لیکن اس کا ادراک خفی ہے، کیونکہ کسی کی طبیعت تو ایسی ہوتی ہے کہ وہ سو میل ریل کے دوسرے درجہ میں اور بھیڑ میں کھڑے سفر کر لیتا

ہے، اور اسے بالکل تکان نہیں ہوتا اور کوئی سو میل فرسٹ کلاس میں لیٹ کر سفر کرتا ہے، پھر بھی انتہائی درجہ تھک جاتا ہے، نیز اس علت کا ادراک ختم سفر پر ہوگا، کہ مشقت ہوئی یا نہیں؟ اور جب سفر ختم ہو چکا تو اب علت معلوم ہونے کا فائدہ کیا؟ اس لئے شریعت نے اصلی علت کو ہٹا کر اس کی جگہ نفسِ سفر مِنْ حَیث اَنہ یُفضی الی المشقۃ کو رکھ دیا، کیونکہ یہ (۷۷ کلو میٹر اور ۲۴۰ میٹر کا سفر) ایسا سبب ہے جس کا ہر شخص ادراک کر سکتا ہے، لہذا رخصت صوم وصلوۃ کے احکام اصلی علت (مشقت) پر دائر نہ ہوں گے، بلکہ اس قائم مقام یعنی مدت سفر پر دائر ہوں گے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ شریعت میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ اصلی علت کے خفی ہونے کی صورت میں سبب ظاہری کو اس کا قائم مقام کر دیا جاتا ہے، اور تمام احکام اسی قائم مقام پر دائر کر دئے جاتے ہیں۔

جماع علتِ حقیقی کا قائم مقام ہے

زیر بحث مسئلہ میں بھی چونکہ حرمتِ مصاہرت کی علتِ حقیقی (بچہ) پوشیدہ علت ہے، اس لئے شریعتِ مطہرہ نے ولد کی جگہ پر حرمتِ مصاہرت کا سبب وطی (جماع) کو قرار دیا ہے کیونکہ جماع

ولد کا سبب ہے، لہٰذا حرمتِ مصاہرت کا مدار جماع پر ہوگا، لیکن جماع من حیث ھو ھو نہیں بلکہ من حیث انہ مُفضٍ الی الولد پر مدار ہوگا پس حرمتِ مصاہرت زنا سے بھی ثابت ہو جائے گی کیوں کہ حرام جماع بھی ولد تک مفضی ہے

جماع بھی سبب خفی ہے

پھر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جماع بھی سببِ خفی ہے، کیونکہ وہ دو شخصوں کا پرائیوٹ معاملہ ہے، ہر کوئی اس فعل سے واقف نہیں ہو سکتا، اس لئے دشواری اب بھی باقی ہے۔

نکاح جماع کا قائم مقام ہے

اس لئے شریعتِ مطہرہ نے جماع کی جگہ پر نکاح کو رکھا لیکن من حیث ھو ھو نہیں بلکہ من حیث انہ مُفضٍ الی الجماع، کیونکہ نکاح داعی الی الجماع ہے، اسی بنا پر نکاح صحیح ہوتے ہی حرمت مصاہرت کی اقسام ثلاثہ میں حرمت ثابت ہو جاتی ہے اور ربیبہ کا استثناء نص کی وجہ سے ہے، ورنہ قیاساً وہاں بھی نکاح صحیح ہوتے ہی حرمت ثابت ہو جانی چاہئے تھی، ہاں البتہ نکاح فاسد سے حرمت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ نکاحِ فاسد، فاسد ہونے کی وجہ سے مفضی الی الجماع اور داعی الی الجماع نہیں ہے، بلکہ مانع عن الجماع ہے

کیونکہ نکاح فاسد میں شریعت نے جماع ناجائز قرار دیا ہے، لیکن اگر کسی جگہ نکاح نہ پایا جائے بلکہ جماع (زنا) ہی پایا جائے تو اس سے بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔ جس طرح نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ وہ استرخاءِ مفاصل کا سبب ہے لیکن اگر استرخاءِ مفاصل کا وجود بغیر نیند کے ہو جائے جیسے اغماء میں تو وہاں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح نکاح سے حرمت اس لئے ثابت ہوتی تھی کہ وہ سبب جماع ہے، اب اگر کسی جگہ نکاح نہ پایا جائے بلکہ صرف جماع (زنا یا نکاح فاسد و باطل کے بعد جماع) پایا جائے تو وہاں بھی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

دواعی بحکمِ جماع ہیں

اب رہ گئے دواعیٔ جماع۔ تو وہ بھی بحکم جماع ہیں، کیونکہ یہاں بھی دو قیاس ہیں۔

(۱) چونکہ دواعیٔ جماع ولد کے اسباب بعیدہ ہیں اس لئے ان کو ولد کے قائم مقام نہ کرنا چاہئے۔

(۲) دواعی چونکہ جماع کے لئے اسباب قریبہ ہیں (اگرچہ ولد کے لئے اسباب بعیدہ ہیں) اس لئے دواعی کو بحکم جماع رکھنا چاہئے اور جب وہ جماع کے قائم مقام بن جائیں گے اور جماع ولد کا قائم مقام ہے، تو جماع بجمیع انواعہ واقسامہ ولد کے قائم مقام بن جائے گا، جیس

طرح نکاح وطی کا قائم مقام تھا، کیونکہ وہ اگرچہ ولد کا سبب بعید تھا، مگر جماع کا سبب قریب ہے، اسی طرح دواعی بھی داعی الی الجماع ہیں اور اس کے اسباب قریبہ ہیں، لہٰذا وہ جماع ہی کے حکم میں ہوں گے، اگرچہ بچہ کے لئے وہ اسباب بعیدہ ہیں۔[1]

اول قیاس جلی ہے اور دوسرا قیاس خفی ہے، احناف نے قیاس خفی کو جلی پر استحساناً ترجیح دی ہے، کیونکہ حرمت کے معاملہ میں احتیاط پر عمل کرنا لازم ہے، اور احتیاط اسی صورت میں ہے کہ دواعی کو جماع کے قائم مقام رکھ کر ولد کے قائم مقام کر دیا جائے

سب دواعی کیوں نہیں لئے؟

البتہ یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ جماع کے تمام دواعی مثلاً بات کرنا، دور یا نزدیک سے بدن کے کسی حصہ کو دیکھنا، ہاتھ لگانا، آواز سننا، چل کر جماع کے لئے جانا وغیرہ وغیرہ سب کو کیوں بحکم جماع نہیں رکھا گیا؟ اور صرف دو تین ہی کو کیوں لیا گیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ابھی ہم ذکر کر آئے ہیں کہ دواعی کو

---

[1] علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع الصنائع میں اس استدلال کی طرف اشارہ فرمایا ہے دیکھیے ۲۶۱/۲

بمنزلہ جماع پھر بمنزلہ ولد استحساناً رکھا گیا ہے، یعنی قیاس خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی گئی ہے، اور وجہ ترجیح احادیث و آثار ہیں، اب آپ احادیث و آثار پر نظر ڈالئے وہ تین ہی دواعی کو بحکم جماع رکھتے ہیں، یعنی مسؔ بالشہوۃ، تقبیلؔ، اور نظرؔ الی الفرج کو۔ اور جب ہم نے آثار کی بنا پر قیاس خفی کو ترجیح دی ہے، تو جن جن دواعی کے بارے میں آثار ہوں گے، صرف انہی کو بحکم جماع رکھا جائے گا۔

فرج داخل کی تخصیص کیوں؟

یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ فرج خارج حقیقۃً فرج نہیں ہے، لفظ فرج (شگاف) کا حقیقی مصداق فرج داخل ہے، اس لئے فرج داخل کی طرف نظر کرنا حرمت مصاہرت کا سبب ہے، فرج خارج کی طرف نظر کرنا حرمت کا سبب نہیں ہے، علاوہ ازیں احادیث و آثار میں لفظ فرج مطلق ہے، اور قاعدہ ہے کہ مطلق سے فرد کامل مراد ہوتا ہے، اس لئے یہاں بھی فرد کامل یعنی فرج داخل مراد لی جائے گی۔

خلاصۂ بحث

خلاصۂ بحث یہ ہے کہ زنا بحکم جماع ہے، اسی طرح دواعئ جماع بھی بحکم جماع ہیں، اگرچہ قیاس جلی کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ سب امور جماع کے قائم مقام نہ ہوتے

لیکن استحساناً قیاسِ خفی کو قیاس جلی پر ترجیح دی گئی ہے، قیاس خفی یہ ہے کہ حقیقی علت ولد ہے اور جماع من حیث انہ مفضٍ الی الولد کو ولد کی جگہ رکھا گیا ہے، اور دواعی، جماع کے اسبابِ قریبہ ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ ملحق ہیں، نیز زنا بھی (زنا ہونے کے پہلو سے قطعِ نظر کرتے ہوئے) جماع ہی ہے، اور مفضی الی الولد ہے اس لئے اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔

احناف نے احادیث وآثار کی وجہ سے قیاسِ خفی کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ قیاسِ خفی اگرچہ ادراک کے اعتبار سے خفی ہے لیکن آثار ونتائج کے اعتبار سے قوی ہے، اب ہم اثر ونتیجہ کی قوت کی وضاحت کرتے ہیں۔

قوت اثر حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے یہ ہے کہ حرمتِ مصاہرت صرف انہی چیزوں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے عدت ونسب ثابت ہوتے ہیں، یعنی عقدِ صحیح یا عقد فاسد کے بعد جماع یا وطی بالشبہ۔[۱]

---

[۱] مبسوط سرخسی ۴/۲۰۸

اور احناف کی رائے یہ ہے کہ ثبوت نسب کو اس سلسلہ میں کوئی دخل نہیں ہے[1] کیونکہ ثبوت نسب وغیرہ کو اگر علت قرار دیا جائے تو وہ علت آثار ونتائج کے اعتبار سے ضعیف ہوگی، اور اگر جماع کو سبب وعلت بنایا جائے گا تو وہ آثار ونتائج کے اعتبار سے قوی ہوگی، اس لئے اسی کو علت بنانا مناسب ہے، کیونکہ عقد کے بعد بھی حرمت نہ آئے ایسا ہونا ممکن ہے، ربیبہ کی حرمت عقد صحیح ہونے پر بھی ثابت نہیں ہوتی، لیکن کوئی جماع ایسا نہیں ہے کہ اس کے بعد بھی حرمت نہ آتی ہو بلکہ جہاں کہیں جماع پایا جائے گا حرمت ضرور پائی جائے گی۔ لہذا جماع عقد (نکاح) سے مؤکد ہوا، اس لئے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ علت اور سبب بنے۔

اور جب جماع کو سبب بنا دیا گیا تو پھر جائز وناجائز کا فرق نہیں کیا جائے گا جیسے کہ فسادِ صوم، فسادِ حج اور وجوبِ غسل میں حلال وحرام جماع کا فرق نہیں ہے، اسی طرح حرمت مصاہرت کے ثبوت میں بھی حلال وحرام جماع کے درمیان فرق نہ کیا جائے گا۔

قوتِ نتیجہ | یہ بحث تو قوت اثر کی تھی، اب قوت نتیجہ کی بات

---

[1] دیکھیے احکام القرآن للجصاص ۲/ ۱۳۸

سنیے، زنا کے سلسلہ میں قرآن وحدیث میں شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، رجم کا حکم، حد کا وجوب، نارجہنم کی وعید، الحاق نسب کی ممانعت یہ تمام امور از قبیل تشدیدات ہیں یعنی اس لئے ہیں کہ لوگ زنا سے بچیں، لہذا حرمت مصاہرت بھی ثابت کی جائے گی، تاکہ زنا کی تشدید میں مزید اضافہ ہو، اور لوگ زنا سے بچیں، گویا حرمت مصاہرت زنا کی لعنت روکنے کے لئے ممد ومعاون ہے، مثلاً حج کا احرام باندھ کر کوئی شخص بیوی سے جماع کرلے تو حج فاسد ہوجاتا ہے، اب اگر کوئی ناعاقبت اندیش احرام باندھ کر زنا کرلے تو بھی حج فاسد ہوجائے گا۔[1]

بہر حال زنا سے حرمت مصاہرت ثابت کرنے میں زنا کی لعنت روکنے میں یا کم کرنے میں مدد ملتی ہے، اور یہ ایک ایسا عظیم فائدہ ہے جسے ہر ذی فہم سمجھ سکتا ہے، برخلاف عدت ونسب کے کہ ان کو علت بنانے میں کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

ایک روایت پر نظر

بات مکمل ہوچکی ہے لیکن دو باتوں کی وضاحت ضروری ہے، اول این کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ

---

[1] یہ بحث جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی احکام القرآن سے مستفاد ہے ١٢۔

الرجل يتبع المرأة حراما أينكح امها؟ او يتبع الام حراما اينكح بنتها؟ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحرم الحرام الحلال، انما يحرم ما كان بنكاح ...	ایک شخص حرام کے ارادے سے ایک عورت کے پیچھے پڑا ہوا ہے کیا اب وہ اس کی ماں سے نکاح کرسکتا ہے؟ یا ایک شخص حرام کے لئے کسی عورت کی ماں کے پیچھے پڑا ہوا ہے، کیا اب وہ اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حرام حلال کو حرام نہیں کرتا،
(احکام القرآن ۲/۱۳۹)	حرمت مصاہرت نکاح ہی سے آسکتی ہے

اس حدیث سے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ استدلال فرماتے ہیں کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، لیکن اوّل تو اس حدیث کے جملہ طُرق غیر ثابت ہیں، جصاص رحمۃ اللہ علیہ جو فن حدیث کے نقاد ہیں، تحریر فرماتے ہیں۔

هذه الاخبار باطلة عند اهل المعرفة ورواتها غير مرضيين	فن حدیث کے ماہرین کے نزدیک یہ تمام روایات باطل ہیں اور انکے راوی ناپسندیدہ ہیں

[1] حضرت عائشہؓ والی مذکورہ حدیث دارقطنی اور طبرانی نے روایت کی ہے، اس کی سند کے متعلق حافظ ابن حجر بھی تسلیم فرماتے ہیں کہ وفی اسنادها عثمان بن عبدالرحمٰن الوقاصی وهومتروك (فتح ۹/۱۳۴)

ثانیاً اس روایت میں وطی حرام (زنا) کا سوال نہیں ہے، سوال صرف یہ ہے کہ ایک شخص کسی عورت کے پیچھے پڑ لے یعنی اس کو دیکھتا ہے، پھسلاتا ہے، تو کیا یہ حرام کام حرمتِ مصاہرت کو ثابت کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سوال کے متعلق جواب عنایت فرمایا ہے کہ اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوتی، صرف وہ پیچھے پڑنا حرمت کو ثابت کرتا ہے جو نکاح سے ہو یعنی اگر کوئی کسی عورت کے پیچھے پڑے اور اس سے نکاح کر لے تو نکاح ہوتے ہی حرمت ثابت ہو جائے گی۔

حدیث شریف کا یہ مطلب لینا اس لئے بھی ضروری ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ ساس کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی کی حرمت کی قائل ہیں جیسا کہ پہلے نقلی دلائل کے ضمن ص۱ پر گزر چکا ہے اور قاعدہ ہے کہ راوی کا مذہب اس کی روایت کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

ابن عباس رضؓ کا مذہب

دوسری بات قابلِ ذکر یہ ہے کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضؓ کا فتویٰ مذکور ہے کہ اگر کوئی شخص ساس کے ساتھ زنا کرے تو اس سے بیوی حرام نہیں ہوتی قال البخاریؒ فی باب مایحل من النساء ومایحرم من کتاب النکاح قال عکرمۃ عن ابن عباس رضؓ

اذا زنی بہا لاتحرم علیہ امرأتہ ووصلہ البیہقی بلفظ فی رجل غشی ام امرأتہ لاتحرم علیہ امرأتہ (عمدۃ وفتح)

لیکن حضرت ابن عباسؓ ہی سے اس کے خلاف بھی فتویٰ مروی ہے

قال البخاری فی صحیحہ ویذکر عن ابی نصر ان ابن عباس حرمہ اھ ووصلہ الثوریؒ فی جامعہ من طریقہ ولفظہ ان رجلا قال انہ اصاب ام امرأتہ فقال لہ ابن عباس حرمت علیک امرأتک وذلک بعد ان ولدت منہ سبعۃ اولاد کلھن بلغ مبلغ الرجال (عمدۃ)

خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص کے سات لڑکے ہتھیار باندھنے کے قابل ہو گئے تھے اس کے بعد بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی بیوی سے تفریق کرادی۔ کیونکہ (قبل نکاح) اس نے ساس سے ناجائز انتفاع کیا تھا [2]

لہذا جب حضرت ابن عباسؓ کے دونوں فتووں میں تعارض ہے تو دونوں روایتیں ساقط الاعتبار رہوں گی یا کوئی وجہ ترجیح تلاش کرنی ہوگی۔

---

[1] دیکھئے فتح الباری ۱۳۵/۹ وعمدۃ القاری ۳۹۵/۹

[2] اعلاء السنن ۲۳/۱۱ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی عدم حرمت کا فتویٰ مروی ہے لیکن اس کی سند منقطع ہے (فتح ابن حجر ۱۳۶/۹)

ابن عباسؓ کے تلامذہ حرمت کے قائل ہیں

اسلاف کے اختلافِ اقوال کا سبب اجتہاد کا بدل جانا ہوتا ہے لیکن حضرت ابن عباسؓ کے متعلق ایک اور سبب بھی ہے، وہ یہ ہے کہ آپ درس میں طلبہ کے سامنے مسائل، بعض مرتبہ اس انداز سے پیش کرتے تھے کہ اجنبی آدمی اس کو ان کا مذہب خیال کرتا تھا لیکن درحقیقت وہ طلبہ کی تمرین کے لئے ہوتے تھے، مثلاً ابن عباسؓ نے آیتِ وضو پڑھاتے ہوئے طلبہ سے فرمایا کہ "بھئی ہم کو تو قرآن میں پیر دھونے کا ذکر نہیں ملتا، صرف مسح کرنے کا تذکرہ ہی ملتا ہے، مگر صحابہ مانتے نہیں" ظاہر ہے کہ جو شخص حضرت کی اس بات کو سنے گا وہ یہی خیال کرے گا کہ یہ ان کا مذہب ہے، اور ان کے نزدیک وضو میں پیر دھونے کا ثبوت قرآن سے نہیں ہے، چنانچہ ایسا خیال پیدا ہوا بھی، اور اس قسم کی روایت موجود بھی ہے کہ ان کا مذہب مسح کرنے کا ہے [1] حالاں کہ ان کا منشا یہ تھا کہ طلبہ کے ذہن اس مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائیں اور وہ اس کے متعلق مکمل تحقیق کرلیں۔ زیر بحث مسئلہ میں حضرت ابن عباسؓ کے دو

---

[1] تفسیر خازن وغیرہ ملاحظہ فرمائیں۔

جلیل القدر شاگرد حضرت عطاء اور حضرت طاؤس ثبوت حرمت کے قائل ہیں اس لئے ممکن ہے کہ عدم حرمت حضرت ابن عباسؓ کی پہلی رائے ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان کی حقیقی رائے نہ ہو بلکہ صرف طلبہ کی توجہ اس مسئلہ کی طرف منعطف کرنے کے لئے ایک بات کہی ہو۔ واللہ اعلم۔

اب ضروری باتیں تقریباً مکمل ہو چکی ہیں، آخر میں چند مسائل حرمتِ مصاہرت کے سلسلہ کے لکھے جاتے ہیں۔

بیخبری جہالت اور بھول سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے

مس بالشہوۃ یا نظر الی الفرج بالشہوۃ سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کے لئے ضروری نہیں ہے کہ یہ فعل بالقصد کیا جائے بے خبری جہالت یا بھول سے یہ حرکت ہو جائے تو بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔ فی الدر المختار ولا یفرق فیما ذُکر فی اللمس والنظر بشہوۃ بین عمدٍ ونسیان وخطاء واکراہ۔

بعض حضرات کہہ دیتے ہیں کہ اس میں ہمارا کیا قصور؟ تو بات یہ ہے کہ حرمتِ مصاہرت کے ثبوت کا مدار کسی کے قصور پر نہیں ہے، آپ کا قصور کچھ بھی نہیں تاہم حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی، ثبوتِ

حرمت کا مدار سبب پر ہے، جب سبب پایا گیا تو مسبب بھی پایا جائے گا اگر کوئی شخص بھول سے یا جہالت سے یا بے خبری سے زہر کھالے تو کیا وہ مرے گا نہیں؟ آخر اس کا کیا قصور جو مر گیا؟ وجہ صرف یہ ہے کہ زہر کھانا سببِ موت ہے، قصور اور عدم قصور کو موت میں دخل نہیں ہے، سبب کے پائے جانے پر مسبب ضرور پایا جائے گا۔

لہذا اگر کسی نے بیوی کو مجامعت کے لئے اٹھانا چاہا، غلطی یا بھول سے بیوی کی مشتہاۃ لڑکی کو ہاتھ لگ گیا اور مس کے جملہ شرائط پائے گئے یا عورت نے شوہر کو اٹھانا چاہا، اندھیرے میں یا بھول سے شوہر کے لڑکے سے اس کا ہاتھ لگ گیا اور مس سے حرمت ثابت ہونے کی تمام شرائط پائی گئیں تو حرمت ثابت ہو جائے گی یعنی بیوی شوہر کے لئے حرام ہو جائے گی۔ فی الدر المختار. فلو ایقظ زوجته او ایقظته هی لجماعها فمست یده بنتها المشتهاة او یدها ابنه حرمت الام ابدًا

لہذا بڑی اولاد کے سونے کی جگہ علیحدہ رکھی جائے، یا پھر مکمل احتیاط سے کام لیا جائے۔ حیلۂ ناجزہ میں ہے کہ

"خاوند کو بیوی کے اصول و فروع مؤنثہ سے اور عورت کو مرد کے اصول و فروع مذکرہ سے سخت احتیاط لازم ہے (دنی حاشیہ)

یعنی نہ ایسی حرکات شنیعہ کا قصداً ارتکاب کرے، نہ ایسا کوئی کام کرے جس میں کوئی احتمال ہو۔ مثلاً بیوی جس کمرے میں لیٹتی ہے اگر وہاں دوسری مستورات بھی ہوں تو جب تک اس کو جگا کر اور بات چیت کر کے پورا یقین نہ ہو جائے کہ یہ بیوی ہے اس وقت تک ہاتھ ہرگز نہ لگائے، پلنگ معین ہونے وغیرہ کو ہرگز کافی نہ سمجھے، کہ اس میں بعض مرتبہ غلطی ہو جاتی ہے۔ (حیلۂ ناجزہ ص ۹۶)

حرمتِ مصاہرت ثابت ہونے سے نکاح فاسد ہو جاتا ہے اور دوسری جگہ نکاح کے لئے متارکت قولی ضروری ہے

جن صورتوں میں بیوی سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے ان تمام صورتوں میں نکاح ختم نہیں ہوتا، بلکہ فاسد ہوتا ہے، اس لئے خواہ کتنا ہی عرصہ گزر جائے وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، دوسری جگہ نکاح اسی صورت میں کر سکتی ہے کہ شوہر کی طرف سے متارکت قولی پائی جائے، یعنی شوہر کہے کہ میں نے تجھے چھوڑ دیا، یا میں نے تیری راہ کھلی کر دی یا یوں کہہ دے کہ میں نے تجھے طلاق دیدی (او بمعناہٗ) متارکتِ فعلی، یعنی عزم ترکِ زوجہ کافی نہیں یا پھر دوسری

صورت یہ ہے کہ قاضی کی طرف سے تفریق واقع ہوجائے۔ اور اس کے بعد عورت عدت گزارے، جب کہیں جاکر دوسری جگہ نکاح کرنا جائز ہوگا، قال محمد رحمۃ اللہ علیہ فی الاصل: النکاح لایرتفع بحرمۃ المصاھرۃ لہٰذا اگر کوئی واقعہ ایسا ہوجائے تو عورت کو بھی لازم ہے کہ اپنے خاوند کے پاس ہرگز نہ رہے، اور مرد کے ذمہ بھی واجب ہے کہ فوراً اس عورت کو الگ کردے (حیلۂ ناجزہ)

ایک صورت میں متارکت فعلی بھی جائز ہے

البتہ اگر قبل الدخول حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجائے تو متارکتِ قولی کے ضروری ہونے میں اختلاف ہے، بعض نے متارکتِ فعلی مع عزم عدم عود کو بھی کافی کہا ہے) عزم عدمِ عود کے سوا متارکتِ فعلی کا کوئی اعتبار نہیں) اور بعض نے اس صورت میں بھی متارکتِ قولی کو لازم کہا ہے، عباراتِ فقہاء سے قولِ اول کو ترجیح معلوم ہوتی ہے، مگر احتیاط قولِ ثانی میں ہے۔[1]

ایک صورت میں عورت کی طرف سے بھی متارکت ہوسکتی ہے

اگر حرمتِ مصاہرت عقدِ نکاح کے قبل سے موجود ہو تو عورت

---

[1] احسن الفتاویٰ از مفتی رشید احمد صاحب ص ٣٩٥

کی جانب سے بھی متارکت ہو سکتی ہے، لیکن اگر حرمتِ مصاہرت عقد کے بعد طاری ہوئی ہے، مثلاً ساس سے (عقد کے بعد) زنا کیا، تو اب بیوی کی طرف سے متارکت صحیح نہیں ہے، شوہر ہی کی طرف سے متارکت ضروری ہے۔[1]

اگر شوہر متارکت نہ کرے تو؟

لیکن اگر خاوند بے دینی اختیار کرے اور عورت کو الگ نہ کرے تو عورت کو قاضی کے پاس نالش کر کے تفریق کا حکم حاصل کرنا چاہیے اور جس علاقہ میں قاضی نہ ہو وہاں اگر کوئی مسلمان حاکم، حکومت وقت کی جانب سے ایسے معاملات میں تفریق کا اختیار رکھتا ہو تو اس کے پاس مقدمہ پیش کرے، ورنہ مسلکِ مالکیہ کے مطابق جماعتِ مسلمین سے رجوع کیا جائے۔

جماعتِ مسلمین کا مفصل بیان حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حیلۂ ناجزہ میں ہے، لیکن جماعت مسلمین سے فیصلہ کرانا بدرجۂ مجبوری ہے، یعنی جب قاضی نہ ہو اور قاضی کی تعیین تراضیٔ مسلمین سے بھی ہو سکتی ہے، اگرچہ ایسا قاضی جس کو تمام اختیاراتِ قضا حاصل ہوں،

---

[1] الحیلۃ الناجزہ ص۸۱ کا حاشیہ ملاحظہ فرمائیں۔

یعنی حدود و قصاص بھی جاری کر سکے مختلف فیہ ہے، اور صحیح قول یہی ہے کہ اس قسم کا قاضی سلطان کی طرف سے یا مسلمانوں کے کلی اتفاق ہی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن جمعہ و جماعات اور فصل خصومات کے لئے اس قدر سختی نہیں ہے۔ لہذا مسلمانوں کو ہر جگہ اپنا قضا کا نظام بنانا چاہیے۔

طریق فیصلہ جب عورت دعویٰ کرے کہ میرے اور خاوند کے اصول و فروع میں سے فلاں مرد کے درمیان یا خاوند اور میرے اصول و فروع میں سے فلاں عورت کے درمیان ایسا واقعہ پیش آیا ہے[1]۔ جو حرمت مصاہرت کا موجب ہے لہذا مجھ کو خاوند سے الگ کر دیا جائے تو قاضی یا اس کا قائم مقام اولاً شوہر سے بیان لیں۔ اگر اس نے عورت کے بیان کی تصدیق کر دی تب تو تفریق کا حکم کر دیا جائے اور اگر خاوند نے اس

---

[1] ایک بات یاد رکھنے کے قابل یہ ہے کہ اگر واقعہ زنا کا پیش آیا ہو تو دعوے میں زنا کو صراحۃً ظاہر نہ کیا جائے، کیونکہ زنا کے دعویٰ پر چار گواہ پیش نہ ہو سکے تو حد قذف کا اندیشہ ہے بلکہ صرف مباشرت فاحشہ وغیرہ بیان کرے، یعنی یہ کہے کہ شرمگاہ کو شرمگاہ سے بغیر حائل کے ملایا گیا ۱۲ منہ

دعویٰ کی تصدیق نہ کی تو عورت سے گواہ طلب کیے جائیں، اگر گواہ پیش نہ ہوں یا ان میں شرائط شہادت موجود نہ ہوں تو خاوند سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف کرلے تو مقدمہ خارج کر دیا جائے[1] یعنی نہ تفریق کی جائے اور نہ یہ حکم کیا جائے کہ عورت بدستور شوہر کے ساتھ رہے، اور اگر قاضی نے عورت کو اس کی زوجیت میں رہنے کا حکم دے دیا تو اس کا حکم مسئلہ دوم میں عنقریب آتا ہے، اور اگر وہ حلف سے انکار کر دے تو تفریق کر دی جائے۔

حلف، تصدیق اور شہادت کے متعلق ضروری توضیح

اگر دعویٰ خاوند کے فعل پر ہو، مثلاً یہ کہ اس نے زوجہ کے اصول و فروع میں سے فلاں عورت کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہے تب تو خاوند سے حلف اس بات پر لیا جاوے کہ اس نے یہ فعل ہرگز نہیں کیا یا بشہوت نہیں کیا، اور اگر دوسرے کے فعل پر دعویٰ تھا، مثلاً عورت یوں کہے کہ مجھے خسر نے بشہوت پکڑا ہے تو خاوند سے اس طرح حلف لیا جاوے کہ

---

[1] اور اس صورت میں اس شوہر کے ساتھ رہنا اور اپنے نفس پر قدرت دینا جائز ہے یا نہیں۔ اس کا حکم عنقریب مسئلہ دوم میں آتا ہے ۱۲ منہ

خدا کی قسم میرا زیادہ تر خیال یہ ہے کہ عورت اس دعوے میں سچی نہیں اور اس واقعہ کا ہونا یا شہوت کے ساتھ ہونا میرے دل کو نہیں لگتا۔

اور گواہی میں یہ تفصیل ہے کہ دہن اور رخسار پر بوسہ دینے اور شرمگاہ یا عضو مخصوص چھونے اور پستان چھونے کے دعوے میں تو صرف ان افعال کی شہادت دینے سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی (شہوت کا انکار مسموع نہ ہوگا، اور تفریق کا حکم کر دینا لازم ہوگا۔ اور پیشانی یا سر وغیرہ پر بوسہ دینے اور باقی بدن چھونے میں اگر یہ شہادت ہو کہ یہ افعال شہوت کے ساتھ ہوئے تھے (اور اس کا علم قرائن سے شاہدین کو ہو سکتا ہے) تو اس گواہی سے حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جاتے گی۔ ورنہ صرف افعال پر شہادت دینا کالعدم ہے، اس کی بناء پر تفریق کا حکم نہ کیا جاوے گا، بلکہ خاوند سے حلف لیا جاوے کہ یہ افعال شہوت سے نہیں تھے اگر حلف کرلے تو خیر ورنہ تفریق کا حکم کر دیں گے۔

ایک ضروری فائدہ

یہ تو ظاہر ہے کہ حرمت مصاہرت جن واقعات سے ثابت ہوتی ہے ان میں احد الزوجین کے ساتھ ایک اور کی بھی شرکت ہوتی ہے اور واقعہ کی صحت اور عدمِ صحت نیز شہوت کے وجود و عدم کا اس کو بھی علم ہوتا ہے، لیکن باوجود سعی بسیار کہیں یہ جزئیہ نہیں ملا کہ مقدمہ میں اس

سے بیان لیا جاوے گا یا نہیں؟ اگر اس کا بیان ہو تو وہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ قواعد میں غور و خوض کے بعد رجحان اسی طرف ہوا ہے کہ وہ مدعیٰ علیہ نہیں، اس واسطے اس کو مدعیٰ علیہ بنا کر بیان پر مجبور نہ کیا جائے، بلکہ اس کو ایک شاہد سمجھا جائے۔ اور اس کی شہادت معتبر ہونے نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ شخص اپنے دوسرے افعال واقوال کے اعتبار سے عادل ہو اور اس واقعہ میں بھی کسی ایسے فعل کا اقرار نہیں ہے جو مسقط عدالت ہو (مثلاً وطی بالشبہ وغیرہ کا بیان دے) تب تو اس کی شہادت مقبول ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اور اگر کوئی ایسا فعل بیان کرے کہ جس سے اس کا فسق ثابت ہوتا ہو تو اس کی یہ شہادت معتبر ہوگی یا نہیں؟ اس میں بعض وجوہ سے تردد ہے بوقت ضرورت کتب مذہب اور علماء سے تحقیق کر لی جائے۔

البتہ اگر یہ مرد ہو تو اس نے جو شہادت دی ہے وہ خود اس کے حق میں اقرار ہے، اگر آئندہ کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو اس عورت کے اصول و فروع میں سے ہو یا پہلے سے کوئی ایسی عورت اس کے نکاح میں ہو تو ماخوذ بالاقرار ہوگا۔ کما لایخفی واللہ اعلم بالصواب۔

مسئلہ اول:۔ اگر خاوند کو غالب گمان ہو کہ ایسا واقعہ ضرور

ہوا ہے جس سے حرمتِ مصاہرت متحقق ہوگئی تو اس کو انکار کرنا حرام ہے

مسئلہ دوم

اگر عورت کا دعویٰ صحیح تھا مگر شہادت معتبرہ پیش نہ ہوسکی اور خاوند نے حلف کرلیا اس واسطے قاضی نے مقدمہ خارج کردیا، یعنی نہ تفریق کی، نہ زوجیت میں رہنے کا حکم دیا تو اس عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے اختیار سے شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دے، بلکہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اپنے آپ کو اس سے علیحدہ کرنے کی کوشش کرے، اور اگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہو تو جب تک اپنا بس چلے اس شوہر کو کبھی پاس نہ آنے دے اسی طرح اگر قاضی نے عورت کا دعوی رد کرنے کے ساتھ یہ حکم بھی کردیا کہ بدستور شوہر کی زوجیت میں رہے، تاہم عورت کو تمکین جائز نہیں [1]۔

انزال ہوجائے تو حرمت ثابت نہ ہوگی

لمس ونظر بالشہوۃ کے بعد اگر اس

---

[1] اگر شوہر متارکت نہ کرے تو ؟ والے عنوان سے یہاں تک حیلۂ ناجزہ میں مندرج رسالہ المختار فی مہمات التفریق والخیارات سے ماخوذ ہے بعض جگہ معمولی لفظی تغیر کیا گیا ہے۔

شہوت کے ساکن ہونے سے قبل انزال ہوجائے تو اب حرمت ثابت نہ ہوگی، کیونکہ لمس ونظر من حیث ھو ھو سبب حرمت نہیں ہیں، بلکہ من حیث انھما یُفضیان الی الجماع ثم منہ الی الولد سبب ہیں، اور جب انزال ہوگیا تو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ لمس ونظر مفضی الی الجماع نہیں ہے کیونکہ اب اس لمس ونظر کے داعیہ سے جماع ناممکن ہے۔

فی الدر المختار ھذا اذا لم یُنزل فلو انزل مع مس او نظر فلا حرمۃ بہ یفتی قال ابن عابدین لانہ بالانزال تبین انہ غیر مفض الی الوطی۔ (ردالمحتار ۲/۳۸٦)

عنایہ شرح ھدایہ کے حوالہ سے ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مس بالشہوت یا نظر بالشہوت کی صورت میں حرمت کا حکم موقوف رہے گا تاآنکہ نتیجہ سامنے آجائے، کہ انزال ہوا یا نہیں، یہی قول مختار ہے ورنہ فتح القدیر میں ابن ہمام نے بعض فقہاء کی رائے نقل فرمائی ہے کہ انزال ہونے پر بھی حرمت قائم ہوجائے گی، فراجعہ ان شئت۔

چند جائز رشتے

سوتیلی[1] ماں کی لڑکی۔ سوتیلی[2] ماں کے لڑکے کی لڑکی۔ سوتیلے[3] والد کی لڑکی سوتیلے[4] والد کی ماں۔ سوتیلی[5] ماں کی ماں۔ بیٹے کی ساس[6]۔ بیٹے کی بیوی[7] کی لڑکی۔ ربیب[8] کی بیوی۔ راب[9] (پرورش کنندہ) کی

بیوی حلال ہیں۔

سالی کے ساتھ زنا کا حکم

سالی کے ساتھ زنا کرنے سے بیوی حرام نہیں ہوتی،

فی الدر المختار وطئ اخت امرأته لاتحرم علیہ امرأته وفی البخاری قال عکرمة عن ابن عباس اذا زنی باخت امرأته لم تحرم علیہ امرأته۔ (باب مایحل من النساء ومایحرم)

البتہ سالی سے اگر وطی بالشبہ ہو تو موطورہ کی عدت (تین حیض) گزرنے تک بیوی سے جماع نہیں کر سکتا، اور اگر زنا کیا ہے تو جب تک سالی کو ایک حیض نہ آجائے بیوی سے جماع نہیں کر سکتا[1] تاکہ حکماً جمع بین الاختین لازم نہ آئے۔

بہو کو شہوت سے چھو لیا

اگر بیٹے کی بیوی کو شہوت سے چھو لیا یا بوسہ لے لیا، یا فرج

---

[1] البتہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے اس آخری شکل پر اعتراض کیا ہے کہ ماء زانی کے لئے کوئی احترام نہیں ہوتا، اس لئے ایک حیض تک حرمت کا حکم نہ ہونا چاہئے۔ وکذا قال ابن بطال انما حرم اللہ الجمع بین الاختین بالنکاح خاصة لا بالزنا (عمدۃ القاری ۳۹۴/۹)

کی طرف دیکھ لیا اور ان تینوں کے جملہ شرائط متحقق ہو گئے تو اب وہ عورت لڑکے کے لئے حرام ہو گئی، کیونکہ وہ منکوحۃ الاب کے حکم میں ہو گئی اور آیت وَلَا تَنۡکِحُوۡا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمۡ کے تحت داخل ہو کر حرام ہو گئی۔

ایک شبہ کا جواب

مذکورہ مسئلہ میں ایک عوامی شبہ ہے جس کا جواب لکھنا ضروری معلوم ہوتا ہے، شبہ یہ ہے کہ جب زنا اور دواعیٔ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے، تو اس سے معاشرے میں بڑی الجھنیں رونما ہو سکتی ہیں۔ مثلاً باپ بیٹے میں لڑائی ہو گئی، باپ نے چاہا کہ بیٹے کا گھر اجاڑ دے، چنانچہ اس نے لڑکے کی بیوی کو شہوت سے چھو لیا۔ اور لڑکے کا گھر اجڑ کر رہ گیا، کیونکہ وہ عورت اب لڑکے کے لئے حرام ہو گئی۔

اسی طرح میاں بیوی میں ناچاقی رہتی ہے، شوہر کسی قیمت پر چھوڑتا نہیں، عورت رہنا نہیں چاہتی، لہذا بشہوت سے خسر کو چھو لے اس کو نجات مل جائے گی، کیونکہ اب وہ شوہر کے لئے حرام ہو گئی۔

لہذا جس عورت کو بھی شوہر سے چھوٹنا ہو گا وہ یہ فریب کرے گی

اور اس سے معاشرتی خرابیاں جو رونما ہوسکتی ہیں وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ اس لئے پیدا ہوا ہے کہ معاملہ کے تمام پہلوؤں پر غور نہیں کیا گیا۔
اوّلاً، تو باپ یا بیویاں اس قسم کی ہوتی کتنی ہیں؟
ثانیاً، جب وہ دعوی کریں گے کہ میں نے اپنی بہو کو شہوت سے چھویا ہے، یا اپنے خسر کو شہوت سے چھویا ہے، تو اس سے معاشرہ میں جو رسوائی ہوگی وہ ظاہر ہے، اس لئے رسوائی کے خوف سے وہ ایسی حرکت ہرگز نہ کریں گے۔
ثالثاً، ان کے دعوے پر شوہر کو صدق کا ظن غالب ہونا بھی تو ضروری ہے۔ محض ان کے دعوے سے حرمت کا ثبوت نہ ہوگا۔ اور جب شوہر جانتا ہے کہ باپ میرا دشمن ہے، یا بیوی مکار ہے، تو اس کو جلد تصدیق حاصل ہونا بھی مشکل ہے۔
رابعاً، متارکت کے بغیر عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی اگر عورت شوہر کے ساتھ چال چلی ہے تو شوہر اس کو متارکت کے باب میں کافی سزا دے سکتا ہے، لہذا جب عورت کو معلوم ہوگا کہ میری اس حرکت پر شوہر متارکت ہی نہ کرے گا اور مجھے زندگی بھر معلق رہنا ہوگا، تو وہ ہرگز چھوٹنے کے لئے یہ شکل اختیار نہ کرے گی۔

بہر حال معاملہ جس قدر سہل سمجھ لیا گیا ہے اس قدر سہل نہیں ہے، اور فریب بازوں کے لئے حرمتِ مصاہرت میں نجات کی کوئی راہ نہیں بلکہ الٹا "چاہ کن" ہی پھنس کر رہ جائے گا۔

مسئلہ پر آخری نظر

اللہ کے فضل وکرم سے مسئلہ کے تمام گوشوں پر مفصل بحث کی جا چکی ہے، یہاں ایک مرتبہ پھر یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دقیق اور دور رس نگاہ نے حرمت مصاہرت کے ثبوت کی ایسی عمدہ علت نکالی ہے کہ تمام آیات، احادیث وآثار بے تکلف اس پر ٹھیک ٹھیک منطبق ہو جاتے ہیں البتہ دیگر ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مذہب پر بہت سے آثار اور احادیث کو ترک کرنا پڑے گا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین ۔ والصلوٰۃ والسّلام علی سیدنا ومولٰنا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔